عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY

KHATM-E-NUBUWWAT

KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۹ تا ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ جون ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۲۳/۲۴

عید الاضحیٰ
فضائل واحکام

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ
فضائل و مناقب

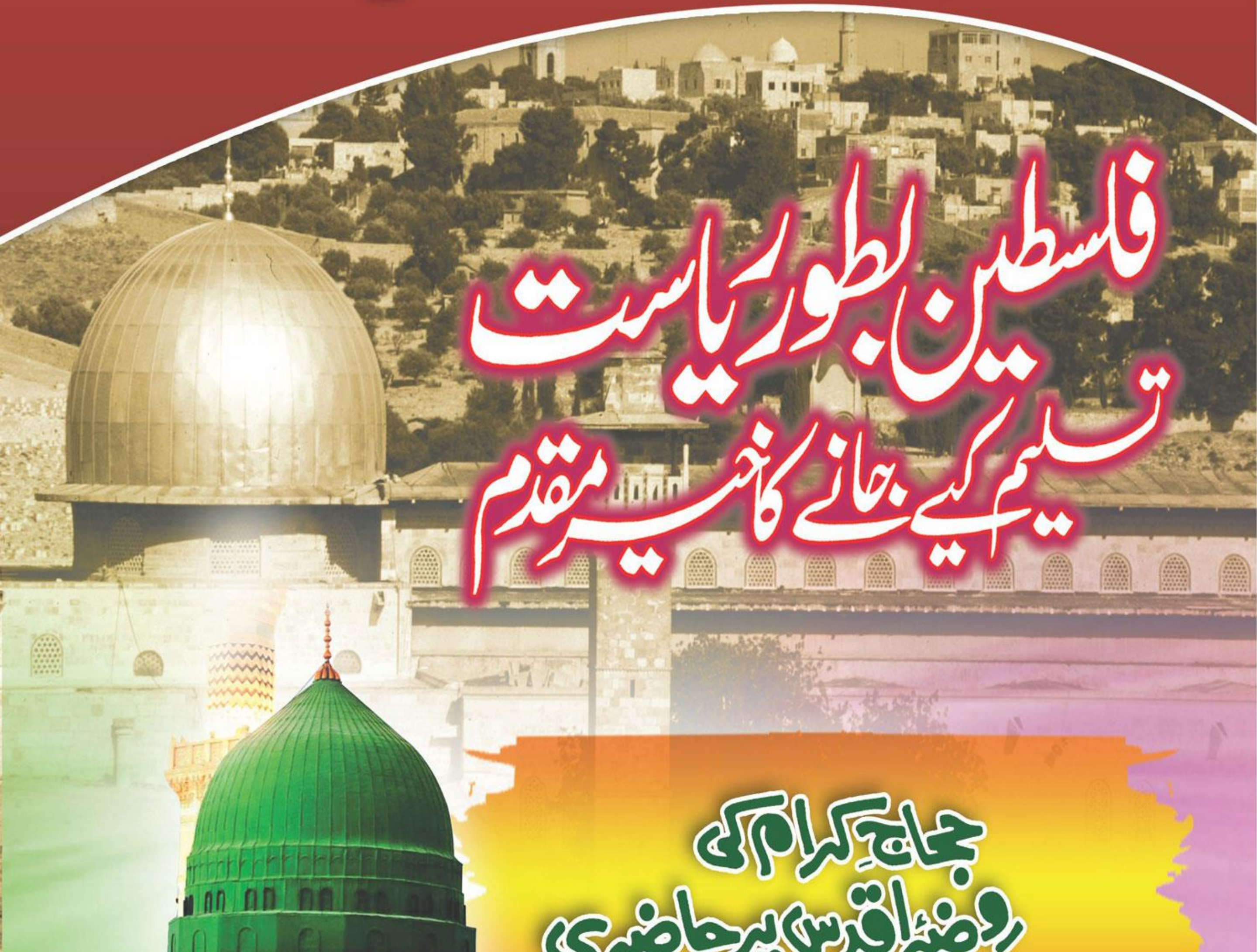

فلسطین بطور ریاست تسلیم کیے جانے کا خیر مقدم

حجاج کرام کی روضۂ اقدس پر حاضری

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info

http://www.khatm-e-nubuwwat.com

شوقیہ کتا پالنا

س:......شوقیہ کتا پالنا کیسا ہے؟ اس کے بارے میں وضاحت فرمادیں کہ:

۱:... کتے کے ساتھ کھیلنا، پیار کرنا، گود میں لینا، کیا یہ سب جائز ہے؟

۲:... کتے کے لعاب (تھوک) کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر کپڑوں کو یا بدن کو لگ جائے تو نماز ہوجائے گی؟

۳:... کتے کے جسم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اگر وہ گیلا ہو اور اس سے مس ہوکر ہمارے کپڑے بھی گیلے ہوجائیں تو کیا کپڑے ناپاک ہوجائیں گے؟

۴:... اگر اس کا جسم خشک ہو اور وہ ہمارے کپڑوں کو لگ جائے یا فرش، بستر، صوفہ وغیرہ پر وہ بیٹھے تو کیا حکم ہے؟

ج:......شوقیہ کتا پالنا ناجائز ہے۔ البتہ گھر یا کھیت کی حفاظت یا پھر شکار کی غرض سے کتا پالنے کی ضرورت کی بنا پر اجازت ہے۔ چنانچہ حدیث مبارکہ ہے:

”عن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنه عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال لاتدخل الملائکة بیتاً فیه صورة ولا کلب“ والمراد منه مایحرم اقتنائه، وأما مالایحرم من کلب الصید والزرع والماشیة، فلایمنع دخول الملائکة، وقال: والاظهرانه عام فی کل کلب وانهم یمنعون من الجمیع لاطلاق الحدیث...الخ۔“

(بذل المجهود شرح ابی داؤد، ص:۶۸، ج:۵، باب فی الصور)

ترجمہ: ”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔“

اور دوسری حدیث مبارکہ میں ہے:

”عن ابی هریرة رضی اللہ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: من اتخذ کلباً الا کلب ماشیة او صید او زرع انتقص من اجره کل یوم قیراط۔“ (ترمذی، ص:۲۷۴، ج:۱، ابواب الصید)

ترجمہ: ”حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے گھر کی حفاظت کی غرض کے علاوہ یا شکار اور کھیت کے علاوہ کسی اور غرض سے کتا رکھا تو ہر روز اس کے اجر میں سے ایک قیراط کم ہوتا رہے گا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شکار اور حفاظتی اغراض کے علاوہ محض شوقیہ کتا پالنا جائز نہیں ہے اور ایسے گھر میں رحمت کے فرشتے بھی داخل نہیں ہوتے۔ جس گھر میں اللہ کی رحمت داخل نہ ہو وہاں نحوست اور بے برکتی ہی آئے گی۔ لہٰذا کتے کو گھر سے باہر ہی رکھا جائے۔ اس کو اپنے ساتھ چمٹانا، پیار کرنا، گود میں لینا یا اس کے ساتھ کھیلنا بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ نجس ہے اور اسے پالنے کا حکم نہیں دیا گیا ہے۔

۲:... کتے کا لعاب ناپاک ہے، اگر بدن یا کپڑوں کو لگ جائے تو دھونا ضروری ہے ورنہ نماز نہیں ہوگی۔

۳:... اس کا بدن اگر گیلا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، جس جگہ کو بھی وہ مس کرے گا وہ ناپاک ہوجائے گی۔

۴:... اگر کتے کا بدن خشک ہو تو اس کے ساتھ مس ہونے سے چیزیں ناپاک تو نہ ہوں گی مگر اس سے گھن کرنی چاہئے، اور یہ غیروں کا طریقہ ہے جنہیں پاکی، ناپاکی کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔ مسلمان کو ہر حال میں پاک و صاف رہنے کا حکم ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختم نبوت

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۳ ۹ تا ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۴۵ھ مطابق ۱۶ تا ۳۰ جون ۲۰۲۴ء شمارہ: ۲۳، ۲۴

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میوٗ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرمؔ، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

فلسطینی ریاست تسلیم کئے جانے کا خیر مقدم	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
عیدالاضحیٰ.... فضائل واحکام	۷	مولانا محمد کلیم اللہ حنفی
سیّدنا عثمان ذوالنورینؓ.....	۹	مولانا محمد قاسم، کراچی
حجاج کرام کی روضۂ اقدس پر حاضری	۱۲	مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ
سیدی و مرشدی مولانا سیّد جاوید حسین شاہؒ	۱۵	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
تحریک ختم نبوت کی چند یادیں! (۲)	۱۸	حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا دوروزہ دورہ	۲۱	مولانا محمد مسعود، خوشاب
مولانا مفتی محمد راشد مدنی کا سہ روزہ دورہ	۲۳	مولانا نورالحق بن عبدالکبیر
اسمارٹ فون... دورِ حاضر کا عظیم فتنہ (۱۳)	۲۵	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

ضروری اعلان

عیدالاضحیٰ کی تعطیلات کے باعث شمارہ ۲۳، ۲۴ کو یکجا شائع کیا جارہا ہے۔
قارئین کرام اور ایجنسی ہولڈرز حضرات نوٹ فرمالیں۔ (ادارہ)

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقِ وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر

فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمہ اللہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ

قسط:۸۴ فصل:... ۱ ہجری کے واقعات

۴۱:.... حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں دُعا:..... اسی سال حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا ہوئی، جب یہ اسلام لائے اوران کی والدہ ماجدہ حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا انہیں لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اورعرض کیا: ’’یا رسول اللہ! یہ آپ کا ننھا سا خادم ہے، اس کے لئے دُعا فرمایئے‘‘ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی:

’’اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَہٗ فِیْ مَالِہٖ وَوَلَدِہٖ وَعُمْرِہٖ۔‘‘ ترجمہ:....’’اے اللہ! اس کے مال واولاد اور عمر میں برکت فرما۔‘‘

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت دُعا کا اثر یہ ظاہر ہوا کہ دُوسرے لوگوں کے کھجور کے باغ سال میں ایک مرتبہ بارآور ہوتے تھے اورحضرت انس رضی اللہ عنہ کا کھجور کا باغ سال میں دومرتبہ پھل لاتا تھا، اوران کی اولاد میں اتنی برکت ہوئی کہ انہوں نے اپنی اولاد کے ایک سوبیس نفر اپنی حیات میں دیکھے، اورعمر میں یہ برکت ہوئی کہ ۹۳ھ تک زندہ رہے اورایک سوتین برس کی عمر میں وفات پائی، بلکہ ایک قول یہ ہے کہ ۱۰۰ھ تک بقیدِ حیات رہے اوراس وقت ان کی عمر مبارک ایک سوتیرہ سال تھی۔ (ایک سوتیرہ نہیں، بلکہ ایک سودس سال ہوتی ہے.... مترجم)

۴۲:.... مدینہ طیبہ سے وبا اور بخار کا دفعیہ:.... اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کی برکت سے وبا اور بخار مدینہ سے جاتا رہا اوراس کے بجائے جحفہ منتقل ہوگیا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ مدینہ تمام رُوئے زمین میں سب سے زیادہ وبائی خطہ تھا، یہاں وبائی امراض بکثرت ہوا کرتے تھے، جب مہاجرین یہاں آئے تو سب کو بخار ہونے لگا، ان کے رنگ پیلے پڑگئے اوروہ بہت ہی لاغر وکمزور ہوگئے، اس لئے مکہ کی یاد انہیں ستانے لگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی: ’’اَللّٰھُمَّ حَبِّبْ اِلَیْنَا الْمَدِیْنَۃَ کَحُبِّنَا مَکَّۃَ اَوْ اَشَدَّ وَصَحِّحْھَا لَنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِھَا وَمُدِّھَا وَانْقُلْ حُمَّاھَا اِلَی الْجُحْفَۃِ۔‘‘ (بخاری ومسلم) ترجمہ:....’’اے اللہ! ہمارے لئے مدینہ کو اسی طرح محبوب بنادے جس طرح ہمیں مکہ محبوب ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ، اوراسے ہمارے لئے صحت افزا بنادے، اوراس کے صاع اور مد (پیمانوں کے نام ہیں) میں برکت فرما، اوریہاں کے بخار کو جحفہ کی طرف منتقل کردے۔‘‘

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا قبول فرمائی اور بخار اور وبا کو مدینہ سے جحفہ میں منتقل کردیا، جحفہ میں سرِراہ یہود کی آبادی تھی اوروہ مکہ سے مدینہ آنے والے مہاجرین کو ایذا دیا کرتے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کردیا، اوران کی بستی ویران ہوگئی، جو دوبارہ آج تک آباد نہیں ہوسکی، کہا جاتا ہے کہ اب تک جو شخص جحفہ میں داخل ہو، خواہ وہ مسلمان ہو، اسے بخار ہوجائے گا، اوریہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعا کا اثر ہے۔

۴۳:.... عبدالرحمن بن حارث کی ولادت:.... اسی سال عبدالرحمن بن حارث بن ہشام القرشی المخزومی صحابی کی ولادت ہوئی، ابنِ اثیر’’اُسد الغابہ‘‘ میں لکھتے ہیں: ’’وصالِ نبوی کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔‘‘ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی حضرت مریم رضی اللہ عنہا ان کے نکاح میں تھیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں نقلِ مصاحف کے لئے جو بورڈ مقرر کیا تھا، اس میں زید بن ثابت، سعید بن عاص اورعبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے ساتھ یہ بھی شامل تھے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

فلسطینی ریاست تسلیم کیے جانے کا خیر مقدم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اسرائیل کے ناجائز قبضہ اور تسلط کے خلاف ۸/اکتوبر ۲۰۲۳ء سے حماس کی جانب سے شروع کیے جانے والا ''طوفان الاقصیٰ'' دھیرے دھیرے فلسطین کی آزادی اور خودمختاری کی جانب گامزن ہے۔ قضیہ فلسطین جس کو عالمی برادری تقریباً بھول چکی تھی یا اس کو جان بوجھ کر طاقِ نسیان کے حوالہ کر چکی تھی، اس ''طوفان الاقصیٰ'' نے اس کو اپنی تابناک اور لازوال قربانیوں کی بدولت پھر سے نہ صرف یہ کہ زندہ کیا، بلکہ دنیا بھر کے ممالک کے عوام کو بھی اپنی اس تحریک آزادیٔ فلسطین کا پشتیبان بنا دیا۔ اب دنیا بھر کے عوام اہل فلسطین کے خلاف اسرائیل کی کارروائیوں کی ظالمانہ اور مجرمانہ نوعیت کو سمجھنے لگے ہیں۔ غزہ کے مسلمانوں کی عظیم قربانیوں کے ساتھ ساتھ ان کی خودداری، حریت فکر اور ثابت قدمی نے مغربی دنیا میں افکار و نظریات اور سوچ و بچار کے اعتبار سے جو تحریک اور ہلچل برپا کی ہے، اس کے اثرات امریکا اور یورپ کی جامعات کے طلبہ تک بھی پہنچ چکے ہیں، امریکی جامعات کے طلبہ پر تشدد، گرفتاریوں اور اخراج کے باوجود اہل غزہ سے ان کی یکجہتی کی تحریک جاری ہے۔ اکثر اداروں میں احتجاجی کیمپ اکھاڑ دیے گئے اور کئی جگہوں پر پولیس کی نگرانی میں اسرائیل نواز عناصر کی غنڈہ گردی عروج پر رہی، ان سب کے باوجود اس تحریک کو دبایا نہیں جاسکا، کسی نے سچ کہا ہے کہ سفید فام اقوام میں انفرادی طور پر لاکھ برائیاں ہوں، لیکن ان کی ایک مشترکہ خوبی یہ ہے کہ جب وہ کسی معاملہ کے حل کے لیے سنجیدگی اختیار کرلیں تو اس کام کو حتی الامکان انجام تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ امریکا، یورپ اور دوسرے مغربی ممالک کے کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلبہ اور طالبات کے فلسطین کے حق میں مظاہرے اور گرفتاریوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ فلسطین میں چلنے والی آزادی کی تحریک کو سفید فام اقوام کے نوجوان طلبہ اور طالبات کی حمایت مل چکی ہے، جس کی بنا پر وہ اپنی ڈگریوں اور مستقبل کی پرواہ نہ کرتے ہوئے فلسطین کی آزادی اور اہل غزہ پر ڈھائے جانے والے انسانیت سوز مظالم کے خلاف سراپا احتجاج بن چکے ہیں، جس کے اثرات بہت جلد ان ممالک کے ایوانوں میں بیٹھنے والے حکمرانوں کے دل اور دماغ کی کھڑکیوں کو دستک دیں گے اور وہ اس مقاومتی اور مزاحمتی تحریک کے مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے فلسطین کے بارہ میں اپنی پالیسیاں بدلنے پر مجبور ہوں گے، جیسا کہ یورپ کے تین ممالک: ناروے، اسپین اور آئرلینڈ نے اپنے عوام اور قوم کی سوچ اور فکر کی صحیح ترجمانی کرتے ہوئے فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنے کا اعلان کردیا ہے۔ میڈیا کی اطلاعات کے مطابق یورپ کے تین ممالک اسپین، ناروے اور آئرلینڈ نے فلسطین کو ریاست تسلیم کرلیا ہے، ان ممالک کے اس فیصلے کا اطلاق ۲۸/مئی ۲۰۲۴ء سے ہوجائے گا۔ تینوں ممالک یورپی یونین کے رکن ہیں، ان ممالک کے اس فیصلے سے یورپی یونین کے دوسرے ممالک کی سوچ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح ایک اور یورپی ملک سلووینیا نے بھی فلسطین کو تسلیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

پاکستان کے وزیر اعظم میاں شہباز شریف نے ان ممالک کے اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے اور ناروے کے وزیر اعظم سے فون پر رابطہ کرکے ناروے کے فلسطینی ریاست کو تسلیم کرنے کے فیصلے کو سراہا ہے اور اُمید ظاہر کی ہے کہ ناروے کا یہ اصولی فیصلہ ان بہادر فلسطینی عوام کے لیے اُمید اور یکجہتی کا مضبوط پیغام دے گا، جو ۷۵ سال سے اسرائیل کے ظلم اور جبر کو برداشت کر رہے ہیں۔

عالمی میڈیا کے حوالہ سے ملکی میڈیا نے بتایا ہے کہ سعودی وزارت خارجہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ تینوں ممالک کے قابل ستائش اقدام سے بین الاقوامی اتفاق رائے کی تصدیق ہوتی ہے۔ بیان میں مزید کہا گیا کہ فلسطینی عوام کو حقِ خود ارادیت کا موروثی حق حاصل ہے۔ دیگر ممالک کو بھی چاہیے کہ جلد از

جلد فلسطینی ریاست کوتسلیم کرنے کا موقف اختیار کریں۔غیر ملکی خبر رساں ادارے کے مطابق ایران کے سپریم کمانڈر آیت اللہ خامنہ ای نے کہا کہ: دریا سے لے کر سمندر تک فلسطینی ریاست کے قیام کوتسلیم کیا جائے گا۔ناروے کے وزیر اعظم جوناس گہر سٹور نے کہا کہ اگر فلسطینی ریاست کوتسلیم نہ کیا گیا تو مشرق وسطی میں امن قائم نہیں ہوسکتا، اس لیے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ناروے ۲۸ رمئی ۲۰۲۴ء تک فلسطینی ریاست کوتسلیم کرے گا۔ناروے کے وزیر خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ فلسطینیوں کی نسل کشی پر عالمی عدالتِ انصاف نے اسرائیلی وزیر اعظم اور وزیر دفاع کے وارنٹ گرفتاری جاری کیے تو ناروے دونوں کو گرفتار کرلے گا۔اردن نے آئرلینڈ، ناروے اور اسپین کی طرف سے فلسطین کی ریاست تسلیم کرنے کے ایک مربوط اقدام کو فلسطینی ریاست کی جانب ایک اہم اور ضروری قدم قرار دیتے ہوئے اس کی تعریف کی اور کہا کہ ہم اس فیصلے کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اسی طرح حماس کے مجاہدین اور اہل غزہ کی قربانیوں نے اقوامِ متحدہ کے رکن ممالک پر بھی اپنے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں، جہاں اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۰رمئی ۲۰۲۴ء کو عرب ممالک کی جانب سے متحدہ عرب امارات کی جانب سے پیش کردہ قرارداد دو تہائی اکثریت سے منظور کرلی، جس میں سلامتی کونسل سے فلسطین کی مکمل رکنیت پر مثبت غور کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔تحریک کے حق میں ۱۴۳ ووٹ آئے۔امریکہ، آسٹریلیا اور اسرائیل سمیت دس ممالک نے مخالفت میں ہاتھ بلند کیے، ۲۳رممالک نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔اگرچہ سلامتی کونسل کے پانچ مستقل ارکان جنہیں ویٹو پاور حاصل ہے، ان پر اس قرارداد کا بظاہر کوئی خاطر خواہ اثر نہیں ہوگا، تاہم عالمی برادری کی ایک سوچ اور زاویہ نگاہ تو دنیا پر واضح ہوگیا کہ عالمی برادری کی اکثریت فلسطین کو ایک آزاد خود مختار ریاست دیکھنا چاہتی ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ ۸/اکتوبر ۲۰۲۳ء سے جاری اسرائیلی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں فلسطینی شہداء کی تعداد ۳۵ رہزار سے زائد ہوگئی ہے، جب کہ زخمیوں کی تعداد ۸۰ ہزار سے زائد ہے، ۲۰ لاکھ بے گھر ہوچکے ہیں، ان شہداء میں پچاس فی صد چھوٹے بچے اور خواتین ہیں۔انسانی حقوق کے علم برداروں کو ان فلسطینی شہداء اور زخمیوں کی تعداد کیوں نظر نہیں آتی کہ اس پر اسرائیل کے خلاف اپنی آواز بلند کریں۔ادھر امریکہ اور برطانیہ بجائے اس کے کہ اسرائیل کی ان وحشیانہ کارروائیوں کی مذمت کریں اور ان ظالمانہ کارروائیوں سے اسے روکیں، جبکہ وہ برابر اسے اپنا اسلحہ سپلائی کررہے ہیں اور بین الاقوامی برادری کے سامنے ڈھونگ رچایا جارہا ہے کہ اسرائیل کے رفح پر حملہ کی بنا پر اس کے لیے اسلحہ کی سپلائی امریکہ نے روک دی ہے۔حالانکہ تجزیہ نگار کہہ رہے ہیں کہ اس نے اسرائیل کو اتنا اسلحہ پہنچا دیا ہے کہ اب اس کے پاس اسلحہ رکھنے کی جگہ نہیں ہے، لیکن باور یہ کرایا جارہا ہے کہ امریکہ اسلحہ روک رہا ہے، بلکہ یہ بھی کہا جارہا ہے کہ خفیہ طور پر اب بھی روزانہ تین جہاز اسلحے سے لدے اسرائیل کے پورٹ پر لنگر انداز ہورہے ہیں۔

ادھر عالمی عدالتِ انصاف میں اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو اور اس کے وزیر دفاع کو جنگی مجرم قرار دینے اور سزا دینے کے کچھ آثار نمودار ہونے لگے، تو امریکہ نے عدالتِ انصاف پر دباؤ ڈالنے کے لیے اس کے پراسیکوٹر کے ذریعہ حماس کے تین راہنماؤں کے نام ڈالنے کے لیے درخواست عدالتِ انصاف میں جمع کرادی، تاکہ انہیں بھی اس جنگ میں مجرم ثابت کیا جائے، تاکہ عالمی برادری کے انصاف پسند عوام کو پتا نہ چلے کہ اس جنگ میں ظالم کون ہے اور مظلوم کون ہے۔ان حالات میں مسلم ممالک کو چاہیے کہ وہ اپنے اتحاد کا مظاہرہ کریں۔حماس کے مجاہدین کے پشتیبان بن کر فلسطین کو آزاد کرانے کی سنجیدہ کوششیں شروع کریں۔المیہ یہ ہے کہ امت مسلمہ کے حکمران اپنی روایات، تاریخ اور عقیدے و نظریے سے بہت دور ہوچکے ہیں۔ان حکمرانوں کو تو اللہ تبارک تعالیٰ کے بعد حماس کا شکر گزار ہونا چاہیے تھا کہ انہوں نے ان حالات میں بھی جہاں ان کے اپنے عرب ممالک اور مسلم امہ بھی بظاہر اغیار کی صفوں میں کھڑے نظر آتے ہیں، اپنی بے مثال مزاحمت اور شاندار مقاومت کے ذریعے اسرائیل کے ناقابلِ تسخیر ہونے کے مصنوعی تاثر کو توڑ کر رکھ دیا ہے۔بہرحال عالمی برادری بھی اپنا فرض ادا کرے اور عالم اسلام بھی خوابِ غفلت سے بیدار ہوکر اپنے فلسطینی بھائیوں کی مخلصانہ مدد کرنے کے لیے کمربستہ ہوجائے تو ان شاء اللہ ارضِ فلسطین کی آزادی کی منزل دور نہیں رہے گی۔ وما توفیقي إلا باللہ، علیه توکلت وإلیه أنیب۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین۔

عید الاضحیٰ: فضائل واحکام

مولانا محمد کلیم اللہ حنفی

ادیان عالم میں ہر مذہب سے وابستہ ہر قوم اپنا ایک مذہبی تہوار رکھتی ہے۔ جس میں وہ اپنی خوشی کے اظہار کے ساتھ ساتھ اپنے جداگانہ تشخص کا اظہار بھی کرتی ہے۔ مسیحی قوم کرسمس ڈے، ہندوؤں کی ہولی اور دیوالی اور پارسیوں کے ہاں نوروز اور مہرجان کی عیدیں ان کے تہوار کی نمائندہ ہیں۔ جبکہ مسلمانوں کی عید دیگر مذاہب و اقوام کے تہواروں سے بالکل مختلف حیثیت رکھتی ہے۔ دیگر مذاہب کے مذہبی تہواروں میں جنسی آزادی اور فسق و فجور پایا جاتا ہے لیکن اہل اسلام کو عید کے دن اللہ رب العزت کی خوشنودی اور رضا کی طلب ہوتی ہے۔ اہل اسلام کی عید اپنے اندر اطاعتِ خداوندی، اسوہ نبوی، جذبہ ایثار و قربانی، اجتماعیت، غریب پروری، انسانی ہمدردی رکھتی ہے۔ جانور کی قربانی کرنا دراصل اسلامی احکامات پر عمل کرنے کے لیے خواہشات کی قربانی کا سنگ میل ہے۔ یہ دن کیسے گزارا جائے آیئے شریعت کی رہنمائی میں چند باتیں دیکھتے ہیں۔

عید کے دن کرنے کے کام:

1: بہتر ہے کہ عید الاضحیٰ والے دن نماز عید کے بعد قربانی کے گوشت سے کھانے پینے کا آغاز کریں (اس سے پہلے کچھ نہ کھائیں پئیں)۔

2: غسل کرنا۔

3: خوشبو لگانا۔

4: مسواک کرنا۔

5: عمدہ، صاف، پاک اور اچھا لباس پہننا۔

6: عید کی نماز کے لیے ایک راستے سے جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا۔

7: عید گاہ تک پیدل جانا۔

8: بلند آواز سے تکبیر تشریق کہنا۔

مکروہ: عید کے روز عید کی نماز سے قبل گھر میں یا عید گاہ میں کوئی بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

عید کی نماز کا وقت:

عیدین کی نماز کا وقت سورج کے اچھی طرح نکل آنے سے شروع ہوتا ہے اور سورج ڈھلنے تک رہتا ہے۔ (اگر نمازِ عید کے دوران سورج ڈھل گیا تو عید کی نماز ٹوٹ جائے گی) عید الاضحیٰ کے تین دن ہوتے ہیں۔

نماز عید پڑھنے کا طریقہ:

عید کی نماز دو رکعت ہے۔ عام نماز اور عید کی نماز میں یہ فرق ہے کہ اس میں چھ تکبیریں زیادہ کہی جاتی ہیں۔ تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھی جائے گی، پھر وقفے وقفے سے دو دفعہ تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیے جائیں گے اور پھر تیسری دفعہ تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھ لئے جائیں گے۔ پھر امام صاحب بآوازِ بلند سورۃ الفاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھیں گے۔ پھر رکوع اور سجدہ جیسا کہ باقی نمازوں میں ادا کرتے ہیں اسی طرح کریں گے۔ دوسری رکعت میں امام صاحب کے بآوازِ بلند سورۃ الفاتحہ اور کوئی سورت پڑھنے کے بعد، رکوع میں جانے سے پہلے امام صاحب کی پیروی میں وقفے وقفے سے تین دفعہ تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑ دیے جائیں گے اور پھر چوتھی دفعہ تکبیر کہتے ہوئے رکوع کیا جائے گا۔ دو تکبیروں کے درمیان اتنا وقفہ مستحب ہے کہ جس میں تین مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ) پڑھا جا سکے۔

عیدین کا خطبہ:

عید کی نماز کے بعد امام صاحب جمعہ کی طرح دو خطبے دیں گے جن میں عید اور قربانی کے احکامات بیان فرمائیں گے۔

ایامِ تشریق:

ایامِ تشریق 9 ذوالحجہ نماز فجر سے لے کر 13 ذوالحجہ نماز عصر تک۔

تکبیراتِ تشریق کا حکم:

ایامِ تشریق میں ہر فرض نماز کے بعد ایک بار تکبیر تشریق کہنا ہر نمازی پر واجب

ہے۔

تکبیراتِ تشریق کے الفاظ:

''اللہ اکبر، اللہ اکبر، لَااِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اکبر، اللہ اکبر، وللہِ الحمدُ۔''

ترجمہ: اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اور تمام تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں۔

قربانی کے جانور:

عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد صاحب استطاعت لوگ اللہ کی راہ میں گائے، بھینس، بھیڑ، بکری یا اونٹ (نر یا مادہ) خالص اللہ کی رضا کے لئے ذبح کریں گے۔

قربانی کا وقت:

اس شہر اور دیہات میں فرق ہے، شہر والوں کے لیے قربانی کا وقت 10 ذی الحجہ کو نمازِ عید کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور دیہات والوں کے لیے صبح صادق سے شروع ہوجاتا ہے۔ اختتام میں کوئی فرق نہیں، دونوں کے لیے 12 ذی الحجہ کے غروب آفتاب تک وقت رہتا ہے۔ چنانچہ دیہات والے صبح صادق کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے بھی قربانی کرسکتے ہیں اور شہر والے نماز عید کے بعد قربانی کرسکتے ہیں، اگر شہر میں کسی بھی جگہ عید کی نماز نہیں ہوئی تھی کہ کسی شہری نے قربانی کردی تو قربانی نہیں ہوگی۔ ہاں دیہات والوں کے لیے مستحب وقت یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے بعد قربانی کریں اور شہر والوں کے لیے مستحب وقت یہ ہے کہ خطبہ عید کے بعد قربانی کریں۔ پہلا دن قربانی کے لیے سب سے افضل ہے، پھر دوسرے دن کا درجہ ہے، پھر تیسرے دن کا۔

کسی ایک جگہ نماز عید کا ہوجانا قربانی کے جانور ذبح کرنے کے لیے کافی ہے، اگر شہر میں متعدد جگہ نماز عید ہوتی ہے تو قربانی کی صحت کے لیے ایک جگہ نماز ہوجانا کافی ہے۔ ہر قربانی کرنے والے کا نماز عید پڑھ کر قربانی کرنا ضروری نہیں۔ شہر میں سب سے پہلی نماز کے بعد کسی نے خود نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کردی تو جائز ہے۔

رات میں قربانی کرنا:

دسویں اور تیرھویں رات کو قربانی کرنا جائز نہیں۔ گیارھویں اور بارھویں رات کو جائز ہے، مگر رات میں رگیں نہ کٹنے، یا ہاتھ کٹنے، یا قربانی کے جانور کے آرام میں خلل کے اندیشہ سے ذبح کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ اس حوالے سے ایک اہم بات یاد رکھیں کہ قصاب کا مسلمان ہونا ضروری ہے ان دنوں میں بعض غیر مسلم مثلاً مسیحی لوگ بھی مسلمانوں کے جانوروں کو ذبح کرنے لیے قصابوں کا روپ دھار لیتے ہیں اگر ان سے ذبح کرایا تو شرعاً قربانی ادا نہیں ہوگی۔

گوشت کی تقسیم:

اس کے بعد مرحلہ پیش آتا ہے گوشت کو تقسیم کرنے کا۔ اگر وزن کی مشقت سے بچنا چاہیں تو اس کی آسان تدبیر یہ ہے کہ سری پائے یا کلیجی کے ٹکڑے کرکے ہر حصہ میں ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا جائے۔ اس طرح اندازہ سے تقسیم کرنا بھی جائز ہوجائے گا۔ اگر کسی نے پورا جانور اپنے گھر کے افراد کے لیے رکھ لیا تو تقسیم کرنا ضروری نہیں، مثلاً: گائے خریدی اور اس کا ایک حصہ اپنے لیے، ایک حصہ بیوی کے لیے اور باقی حصص بالغ اولاد کے لیے رکھ لیے، پھر ذبح کرنے کے بعد پورا گوشت تقسیم کئے بغیر گھر میں رکھ لیا اور سب ایک ہی گھر میں رہتے اور کھانا مشترک کھاتے ہیں تو جائز ہے۔

قربانی کے گوشت کے تین حصے مستحب ہیں:

افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے لیے رکھے، ایک حصہ اقارب و احباب میں تقسیم کرے، ایک حصہ فقراء میں تقسیم کرے۔ جس شخص کے اہل وعیال زیادہ ہوں وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے، یہ استحباب کے خلاف نہیں۔

آلائشوں کو کچرا کنڈیوں میں ڈالیں:

قربانی کے جانور ذبح کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ اجتماعی قربان گاہیں قائم کی جائیں، عیدالاضحیٰ پر قربان کئے جانے والے جانوروں کی آلائشوں کو شاہراہوں اور گلیوں میں نہ ڈالیں بلکہ ان آلائشوں کو کچرا کنڈیوں یا پہلے سے طے شدہ مخصوص مقامات تک پہنچائیں تاکہ وہاں سے انہیں آسانی سے اٹھا لیا جائے آلائشوں کے علاوہ جانوروں کے استعمال میں آنے والی مختلف اشیا بالخصوص چارے وغیرہ کو بھی گلیوں میں نہ پھینکیں تاکہ گلی محلے صاف رہیں، آلائشوں اور قربانی سے متعلق بچ جانے والے دیگر سامان کو پبلک مقامات پر نہ پھینکیں۔ اس حوالے سے مقامی انتظامیہ کے ساتھ بھرپور تعاون کریں۔

☆☆ .... ☆☆

سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ..... فضائل ومناقب

تالیف:.... حضرت مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ
تلخیص وانتخاب:..... مولانا محمد قاسم، کراچی

آپ کا نام عثمان، کنیت ابوعبداللہ، والد کا نام عفان اور والدہ کا نام اروی تھا، قریش کی شاخ بنوامیہ سے تعلق رکھتے تھے۔ مجد وشرف اور عزت ووجاہت کے اعتبار سے بنوہاشم کے بعد انہیں کا مرتبہ تھا۔ حضرت عثمانؓ کا سلسلۂ نسب والد اور والدہ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت میں عبد مناف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلۂ نسب سے مل جاتا ہے۔ والد کا سلسلہ نسب یہ ہے: عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبد مناف، اور والدہ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدشمس بن عبدمناف۔ حضرت عثمانؓ کی نانی ام حکم (یا حکیم) بیضاء بنت عبدالمطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

حضرت عثمانؓ ہجرت مدینہ سے ۴۷ برس قبل مطابق ۵۸۸ء میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، آپ مکہ کے ان چند اور نمایاں لوگوں میں تھے جو نوشت وخواند (لکھنا پڑھنا) جانتے تھے۔

قریش کا عام پیشہ تجارت تھا، حضرت عثمانؓ نے بھی تجارت کو ذریعۂ معاش بنایا اور ایک شخص ربیعہ بن حارث کی شرکت میں کپڑے کا کاروبار بہت بڑے پیمانہ پر شروع کردیا۔ اس میں انہوں نے وہ کامیابی اور شہرت حاصل کی کہ ان کا لقب ہی عثمان ''غنی'' ہوگیا۔ وہ فطرتاً بڑے حلیم، سخی اور اعلیٰ اخلاق وفضائل کے انسان تھے، اسی بنا پر قریش میں نہایت معزز ومحترم تھے اور قریش ان سے اتنی محبت کرتے تھے کہ وہ ضرب المثل بن گئی تھی، چنانچہ عرب کہا کرتے تھے: ''اُحِبُّکَ وَالرَّحْمٰنِ حُبَّ قُرَیْشٍ عُثْمَانَ۔''

ترجمہ: ''میں تجھ سے بخدا! ایسی محبت کرتا ہوں جیسی محبت قریش عثمان سے کرتے تھے۔''

حضرت عثمانؓ فطرتاً بڑے نیک، راست باز اور ایماندار تھے، شراب عرب کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی، اس ماحول میں دولت وثروت کے ساتھ رہنے کے باوجود آپ ان چند اکابر قریش (مثلاً حضرت عباس، ابوبکر، عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم) میں سے تھے جو سلیم الفطرت ہونے کے باعث شراب سے نفرت کرتے تھے۔ اسی طرح گانا بجانا، لہو ولعب اور زنا کاری عرب کے پسندیدہ مشاغل تھے، لیکن حضرت عثمانؓ ان سب چیزوں سے بھی طبعاً مجتنب تھے، چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا: میں نے عہد جاہلیت میں یا اسلام میں نہ کبھی زنا کیا ہے، نہ شراب پی ہے اور نہ گایا بجایا ہے۔

طبیعت کی اس نیکی اور حق پرستی کے باعث مکہ مکرمہ میں پہلے پہل جب اسلام کا غلغلہ بلند ہوا اور یہ صدائے روح نواز فردوس گوش ہوئی آپ فوراً مشرف بااسلام ہوگئے، آپ کے سابقین اولین میں شامل ہونے پر سب متفق ہیں۔ ایک روایت میں خود فرماتے ہیں: ''جب حضرت ابوبکرؓ کی تبلیغ پر میں نے اسلام قبول کرلینے کا ارادہ کرلیا تو اسی غرض سے ہم دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہونے کا ارادہ کر ہی رہے تھے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا: عثمان! میں مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہوں، تو خدا کی جنت قبول کر۔ حضرت عثمانؓ کا بیان ہے: ان دوسادہ جملوں میں کس غضب کی تاثیر تھی کہ کلمۂ شہادت بے اختیار میری زبان پر جاری ہوگیا۔'' (الاصابہ لابن حجر، ج:۸، تذکرہ: سعدی بنت کریز)

کچھ دنوں کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شرف عطا فرمایا کہ آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہؓ جو حضرت زینبؓ اور حضرت ام کلثومؓ کے درمیان تھیں، ان کا نکاح پہلے ابولہب کے لڑکے عتبہ سے ہوا تھا، ابولہب اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشتے میں چچا تھا لیکن اسلام اور پیغمبر اسلام کا سخت ترین دشمن تھا، اس لئے اس نے بیٹے پر دباؤ ڈال کر حضرت رقیہؓ کو طلاق دلوادی، اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کردیا اور اس طرح ان کے ساتھ مصاہرت کا رشتہ بھی قائم فرمالیا۔ حضرت عثمانؓ کا یہ نکاح دوسرا تھا، پہلے نکاح سے جو بچہ پیدا ہوا تھا، اس کی نسبت سے حضرت

عثمانؓ کی کنیت ابوعمرو تھی، لیکن حضرت رقیہؓ کے بطن سے جو بچہ پیدا ہوا، اس کا نام عبداللہ تھا، اس لئے اب حضرت عثمانؓ کی کنیت ابوعبداللہ ہوگئی۔

یہ وقت اسلام کے لئے سب سے زیادہ نازک اور شدید تھا۔ جو اسلام قبول کرتا تھا، موردِ مصائب و آلام ہوجاتا تھا، چنانچہ حضرت عثمانؓ اگرچہ دولت و ثروت کی وجہ سے خاندان میں نہایت معزز اور باوقار تھے، لیکن اس ابتلائے عام سے وہ بھی نہ بچ سکے، ان کا چچا حکم بن عاص ان کو رسی سے باندھ کر مارتا اور کہتا: تو اپنے آباؤ اجداد کا مذہب چھوڑ کر اس نئے مذہب کو قبول کر بیٹھا ہے۔ خدا کی قسم! میں تجھ کو اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک تو اس مذہب کو ترک نہیں کردے گا۔ حضرت عثمانؓ جواب دیتے: بخدا! میں اس دین کو کبھی نہ چھوڑوں گا اور نہ اس سے جدا ہوں گا، چچا بھتیجے کا یہ اصرار اور استقلال دیکھتا تو آخر ہار مان کر بندش کھول دیتا ہے۔

(طبقات ابن سعد، ج:۳، ص:۳۷)

حضرت عثمانؓ کے اسلام قبول کرلینے کا صدمہ ان کی والدہ کو بھی اس درجہ شدید ہوا کہ گھر چھوڑ کر اپنے بھائی عامر بن کریز کے گھر جا بیٹھیں، آخر جب بیٹے کے ترک اسلام سے بالکل مایوس ہوگئیں تو سال بھر کے بعد اپنے گھر واپس آگئیں۔

(انساب الاشراف بلاذری، ج:۵، ص:۲)

دعوتِ اسلام تین برس تک پوشیدہ رہی، پھر قرآن کے حکم: ”فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ“ (الحجر:۹۴) ــــ ”جو کچھ آپ کو حکم دیا جاتا ہے، اس کو برملا واشگاف کہیے ــــ“ کے مطابق دعوت اسلام علی الاعلان ہونے لگی اور لوگوں میں اس کی مقبولیت پھیلنے لگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو ہجرت حبشہ کا مشورہ دیا، شروع میں دس مسلمان گئے، اس کے بعد کچھ اور متفرق اوقات میں گئے، ان کی مجموعی تعداد تراسی تھی، انہیں مہاجرین میں حضرت عثمانؓ اور ان کی اہلیہ حضرت رقیہؓ بھی تھے۔ (سیرت ابن ہشام، ص:۲۹۴، قسم اول)

چند برس کے بعد حبشہ خبر پہنچی کہ قریش مسلمان ہوگئے ہیں تو بہت سے مہاجرین مکہ واپس آگئے ان میں حضرت عثمانؓ بھی تھے، جب معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی تو بہت سے مہاجرین واپس حبشہ چلے گئے، لیکن حضرت عثمانؓ واپس نہ گئے اور اپنی اہلیہ کے ساتھ یہیں مقیم رہے۔ قریش کی روز افزوں عداوت اور ایذا رسانی کے باعث جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا عزم فرمالیا تو جتھہ جتھہ صحابہ کرامؓ کو مدینہ بھیجنا شروع کردیا، چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جو مسلمان مدینہ پہنچ گئے تھے، ان میں حضرت عثمانؓ مع اہل وعیال بھی تھے۔

۲ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر پہنچی کہ قبیلہ بنوثعلبہ اور محارب کا ایک جتھا مقام ذوامرین اس غرض سے جمع ہوا کہ مختلف سمتوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ آور ہو، اس فوج کو ایک شخص نے فراہم کیا تھا جس کا نام دعشور تھا۔ یہ خبر ملتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو لے کر روانہ ہوگئے اور مدینہ کا انتظام حضرت عثمانؓ کے سپرد فرمایا۔ (طبقات ابن سعد، ج:۳، ص:۳۹)

حضرت عثمانؓ تمام غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علی وآلہ وسلم کے ساتھ جان و مال سے شریک رہے، البتہ غزوۂ بدر (رمضان ۲ھ) میں اس لئے شریک نہ ہوسکے کہ آپ کی اہلیہ حضرت رقیہؓ سخت علیل تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ بیوی کی دیکھ بھال اور علاج کی خاطر مدینہ میں ہی قیام کریں۔ حضرت رقیہؓ جاں بر نہ ہوسکیں اور ٹھیک اس وقت جب زید بن حارثہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناقہ پر سوار مدینہ میں داخل ہوکر غزوۂ بدر میں فتح مبین کا اعلان کررہے تھے، حضرت عثمانؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ قبرستان میں حضرت رقیہؓ کی تدفین میں مصروف تھے، تاہم چونکہ غزوۂ بدر میں عدم شرکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے تھی، اس لئے آپ نے حضرت عثمانؓ کو بھی مال غنیمت میں سے ایک مجاہد کا حصہ عطا فرمایا۔ (طبقات ابن سعد، ج:۳، ص:۳۸)

یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت عثمانؓ خود بہت دولت مند تھے، انہیں مالِ غنیمت میں سے حصہ لینے کی کیا ضرورت ہوسکتی تھی، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو یہ اس لئے دلوایا کہ آئندہ کوئی شخص غزوۂ بدر میں عدم شرکت کے باعث حضرت عثمانؓ پر زبانِ طعن دراز نہ کرسکے۔

حضرت رقیہؓ کی ذات سے حضرت عثمانؓ کو جو شرف خاص حاصل تھا، اس سے محرومی کا انہیں سخت ملال اور رنج تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت رقیہؓ سے چھوٹی صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کو بھی حضرت عثمانؓ کے حبالۂ عقد میں دے دیا۔ یہ وہ شرف و امتیاز خاص تھا، جس کے باعث حضرت عثمانؓ کا عام لقب ذوالنورین ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس معاملہ میں حضرت عثمانؓ کی دلجوئی اس قدر منظور تھی کہ چند برس کے بعد جب حضرت ام کلثومؓ کا بھی انتقال ہوگیا تو ارشادِ نبوی ہوا: اگر میری کوئی (بن بیاہی) بیٹی اور ہوتی تو میں اس کا

نکاح بھی عثمانؓ سے کر دیتا۔ (فتح الباری، ج:۶، ص:۳۳۶۔ یہ روایت طبقات میں بھی ہے)

صلح حدیبیہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت اہم موڑ ہے، کیونکہ اس کے بعد سے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی رفتار بہت تیز ہوگئی، خود کفار مکہ کو اب موقع ملا کہ وہ مدینہ طیبہ آکر مسلمانوں کی دینی، اخلاقی اور عملی زندگی کو قریب سے دیکھیں اور متاثر ہوں، یہی سبب ہے کہ قرآن میں اس صلح کو ''فتح مبین'' ''اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا'' (الفتح:۱) فرمایا گیا ہے۔ حضرت عثمانؓ کو اس موقع پر جو شرف خاص حاصل ہوا وہ ان کے صحیفۂ عظمت و منقبت کا ایک نہایت روشن باب ہے، اس کی تفصیل حسب ذیل ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے ہیں اور طواف کررہے ہیں۔ آپ نے صحابہ کرامؓ سے اس کا ذکر کیا تو چونکہ نبی کا خواب جھوٹا نہیں ہوتا، اس لئے سب میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، چنانچہ جب ماہ ذوالقعدہ ۶ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کی نیت سے مدینہ طیبہ سے نکلے تو ڈیڑھ ہزار صحابہ کرامؓ کا جم غفیر آپ کا ہمرکاب تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی قربانی ساتھ لے لی تھی، تاکہ سب کو معلوم ہوجائے کہ مقصد سفر صرف عمرہ کی ادائیگی ہے، جنگ میں ملوث ہونا نہیں ہے۔ ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبیلۂ بنی خزاعہ کے ایک شخص کو جاسوس بنا کر روانہ کیا کہ وہ آگے چل کر قریش کے حالات اور ان کے عزائم سے مطلع کرے، چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاں نثاروں کے قافلہ کے ساتھ مقام عسفان (مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی ایک درمیانی منزل کا نام ہے) کے قریب پہنچے تو جاسوس نے آکر بتایا کہ قریش نے متفرق قبیلوں کے لوگ بڑے پیمانے پر جمع کر رکھے ہیں، وہ لازمی طور پر مزاحمت کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکہ مکرمہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ آپ نے سفر جاری رکھا، جب حدیبیہ آیا تو آپ نے یہاں پڑاؤ ڈالا اور قریش سے مصالحت کی گفتگو کا ارادہ فرمایا، اس مقصد کے لئے آپ نے پہلے حضرت عمرؓ کو بھیجنا چاہا تو انہوں نے کہا: یارسول اللہ! اب مکہ مکرمہ میں میرے قبیلہ بنی عدی کا کوئی نہیں ہے کہ اگر وہاں ضرورت پڑے تو میری مدد کرسکے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ عثمانؓ کو بھیجیے کیونکہ مکہ مکرمہ میں ان کے قبیلہ کے لوگ موجود ہیں اور پھر وہ آپ کی صحیح ترجمانی بھی کرسکیں گے، اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو بلا کر حکم دیا کہ مکہ جا کر قریش سے صاف صاف کہہ دیں کہ ہم تو صرف عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں، جنگ ہمارا مقصد نہیں ہے۔ ساتھ ہی فرمایا کہ مکہ مکرمہ میں جو مؤمن مرد اور خواتین ہیں، ان سے بھی ملنا اور ان کو بتا دینا کہ اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے دین کو مکہ مکرمہ میں بھی غالب کرنے والا ہے۔ وہ گھبرائیں نہیں، اطمینان رکھیں۔ (جاری ہے)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی میں چرم قربانی جمع کرانے کے لئے رابطہ نمبر

جامع مسجد باب الرحمت پرانی نمائش (مین مرکز) 0321-2277304, 0333-3060501, 021-32780337 ,021-32780340

ریاض مسجد دہلی مرکنٹائل سوسائٹی	0333-2403694,0321-20000531	نارتھ کراچی	0333-3606177, 0333-3534697
روہیل کھنڈ سوسائٹی	0333-2157085, 0323-2001736	میٹروول	0333-2493677
عالمگیر مسجد، عالمگیر سوسائٹی	0321-2627017	اورنگی ٹاؤن	0334-3947670
النعم ہومز ملیر/شاہ فیصل کالونی	0333-2245852	مدنی مسجد بلوچ کالونی	0300-3716592, 0321-2231059
قائدآباد، قذافی ٹاؤن	0321-3796371	دادا بھائی ٹاؤن	0317-1126749, 0311-9337096
بھینس کالونی	0300-2040411	جامع مسجد عائشہ منظور کالونی	0333-8164488
جامع مسجد پی آئی بی	0315-2479080,0332-2025366	جامع مسجد عائشہ باوانی، بزرٹہ لائن	0300-2215163
مسجد اقصیٰ، شاہ لطیف ٹاؤن	0333-3619246,0333-2578711	پاکستان چوک	0300-2276606
المصطفیٰ مسجد، اسٹیل ٹاؤن	0333-2578711	چھوٹی مسجد دہلی کالونی	0300-2974520, 0300-2605807
شمیم مسجد، بھٹائی کالونی کورنگی	0332-3367144	جامع مسجد فلاح فیڈرل بی ایریا	0300-2700626, 0333-3088696

حجاج کرام کی روضۂ اقدس پر حاضری

مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ

جس طرح ہر حاجی پر ارکان حج کی ادائیگی ضروری ہے‘ اسی طرح روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری اور مسجد نبوی میں نمازوں کی ادائیگی بھی ضروری ہے جس کو ’’زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کچھ عازمین حج‘ حج سے قبل اور کچھ حج کے بعد زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بہت زیادہ فضیلت واہمیت بیان کی ہے۔ اس کے دو درجے ہیں: ایک صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کے لئے روضہ اقدس پر حاضر ہونا اور دوسرا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں چالیس نمازیں ادا کرنا اور مسجد نبوی کے مختلف مقامات پر نوافل وغیرہ ادا کرنا۔ سب سے پہلے اس زیارت کی فضیلت واہمیت کو اجاگر کیا جاتا ہے تاکہ شوق وذوق کے ساتھ اس کو ادا کیا جاسکے۔

نبی آخرالزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات امت مسلمہ کے لئے سب سے عظیم نعمت ہے اور آپ کی ذات ہر مسلمان کے لئے ماں‘ باپ‘ بیوی‘ بچے اور دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب وپسندیدہ ہے اور ہر مسلمان اپنی جان کو آپ ﷺ کی ذات‘ آپ ﷺ کی عظمت کے لئے نچھاور کرنا زندگی کی سب سے بڑی سعادت تصور کرتا ہے۔ آپ تصور کیجئے کہ آپ اس عظیم ہستی کے دربار میں پہنچ رہے ہیں اور حدیث شریف کے مطابق آپ ﷺ کے دربار میں پہنچنے کا مطلب آپ ﷺ کی زیارت سے مشرف ہونا ہے‘ اس لئے بہت احتیاط‘ وقار اور احترام کے پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے عقیدت ومحبت کے ساتھ شریعت کے اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوں اور آپ کی زبان درود شریف کی حلاوت سے مسلسل تر ہو۔ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم‘ مسجد نبوی کے پورے حصے کے ساتھ ساتھ مدینہ طیبہ بھی بہت زیادہ فضیلت واہمیت کا درجہ رکھتا ہے‘ اس لئے درجہ بدرجہ ہر ایک کے احترام کے پہلو کو ملحوظ رکھیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے میری قبر وروضہ کی زیارت کی‘ اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہوگئی۔ (دار قطنی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہی کی روایت ہے کہ جو میری زیارت کے لئے آئے اور اس کے سوا کوئی نیت نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگیا کہ اس کی سفارش کروں۔ (طبرانی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو ایسا ہے گویا میری زندگی میں زیارت کی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا کہ جو شخص ارادہ کرکے میری زیارت کرے وہ قیامت میں میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص مدینہ منورہ میں قیام کرے اور وہاں کی تنگی اور تکلیف پر صبر کرے میں اس کے لئے قیامت میں گواہ اور سفارشی ہوں گا اور جو حرم مکہ مکرمہ یا حرم مدینہ میں مر جائے وہ قیامت میں امن والوں میں اٹھے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (الشفاء)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کرکے مکہ سے تشریف لے گئے تو وہاں کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا اور جب مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں کی ہر چیز روشن ہوگئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میرا گھر ہے اور اسی میں میری قبر ہوگی اور ہر مسلمان پر حق ہے کہ اس کی زیارت کرے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص حج کے لئے مکہ مکرمہ جائے اور پھر میرا قصد کرکے میری مسجد میں آئے‘ اس کے لئے دو حج مقبول

لکھے جاتے ہیں۔(دیلمی)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ تمام علماء کرام کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی زیارت اور آپ پر سلام پڑھنا اہم ترین نیکیوں اور افضل ترین عبادات میں سے ہے اور اعلیٰ درجات پر پہنچنے کے لئے کامیاب ذریعہ اور اہم وسیلہ ہے۔ اس کا چھوڑنا بڑی غفلت اور بہت بڑی جفا ہے اور معمولی عذر کی وجہ سے اس سعادت سے محرومی انتہائی قساوت اور ظلم ہے‘ اس لئے حج سے پہلے یا حج سے فارغ ہونے کے بعد ہر حاجی روضہ اقدس پر سلام پیش کرنے کی نیت سے مدینہ منورہ جائے تو درج ذیل آداب و زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال رکھیں۔

سب سے اہم بات نیت ہے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری کی نیت سے یہ سفر کرے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ مسجد نبوی میں نمازوں کی ادائیگی کی نیت سے یہ سفر کرے۔ روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اکرام واحترام زیادہ ہے۔ اس نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی نیت بھی ضروری ہے۔ ریاکاری اور تفاخر وغیرہ کی نیت سے بچنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔ راستہ میں مسنون اعمال اور شریعت کے اصولوں کا بہت زیادہ خیال رکھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ تو اس سفر میں ان اعمال کا بھی خیال رکھتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فطری تقاضوں کی وجہ سے کئے تھے۔ جتنا اس سفر میں شریعت کے آداب کا خیال رکھے گا اتنا ہی اس سفر کا روحانی فائدہ حاصل ہوگا۔

یہ تصور کریں کہ جس راستہ سے آپ گزر کر مدینہ منورہ جارہے ہیں‘ اس راستہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کا مشقت بھرا سفر فرمایا تھا‘ اس لئے اس کو ”طریق الہجرۃ“ کہا جاتا ہے۔ پتہ نہیں کتنے مقام اس سفر میں ایسے ہوں گے جہاں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قدم مبارک کے نشانات ہوں گے۔ اس لئے ہجرت کے واقعہ کو ذہن میں رکھ کر خوب درود شریف پڑھتے ہوئے یہ راستہ طے کریں۔ مدینہ منورہ جیسے جیسے قریب آتا جائے‘ اسی طرح آپ کی محبت وعقیدت اور جوش وخروش میں اضافہ کے ساتھ درود شریف پڑھنے میں اضافہ ہوتا جائے۔ کیونکہ روایات کے مطابق جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپسی پر مدینہ منورہ کے قریب پہنچتے تو سواری کو تیز فرمادیتے تھے۔

مدینہ منورہ کی حدود شروع ہوجائے تو ان الفاظ سے دعا پڑھیے: ”اے اللہ! یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم ہے‘ اس کو تو میرے لئے آگ سے بچنے کا اور عذاب سے بچنے اور حساب کی برائی سے بچنے کا ذریعہ بنادے۔“

شہر میں ادب و احترام سے درود شریف پڑھتا ہوا داخل ہو اور اپنی عمارت پر پہنچ کر سامان وغیرہ اطمینان سے رکھ دے اور اپنے سب سے بہترین کپڑے نکالے‘ بہتر یہ ہے کہ روضہ کی زیارت کے لئے نیا جوڑا سلوا کر لے جائے۔ اچھی طرح غسل کرکے نیا یا صاف جوڑا پہن لے اور خوب خوشبو لگائے اور اگر ممکن ہو تو کچھ صدقہ وغیرہ بھی کردے اور اس کے بعد ادب واحترام کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ مسجد نبوی میں باب جبریل سے داخل ہو ورنہ کسی بھی دروازے سے داخل ہوا جاسکتا ہے۔ مسجد نبوی میں داخل ہوتے وقت دایاں قدم رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھے:

”بسم اللہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ‘ اللھم افتح لی ابواب رحمتک۔“

مسجد میں کسی جگہ دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھے اور اگر ہجوم نہ ہو تو ”ریاض الجنۃ“ میں جاکر دو رکعت پڑھ کر خوب دعائیں مانگیں اور استغفار کریں۔ (آج کل ”ریاض الجنۃ“ جانے کے لئے پہلے ایپ کے ذریعہ اجازت لینا پڑتی ہے) اس کے بعد نہایت وقار کے ساتھ روضہ اقدس کی طرف نیچی نگاہیں کرتے ہوئے جائیں۔ روضہ مبارک باب السلام کی طرف سے جائیں تو مسجد نبوی کے آخری دروازے سے تھوڑا پہلے بائیں ہاتھ پر آئے گا۔ ریاض الجنۃ سے نکل کر بائیں ہاتھ کی طرف خلیفہ ثانی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی توسیع کردہ مسجد میں بڑھیں گے تو بائیں ہاتھ پر ستون کے بعد جالیاں نظر آئیں گی‘ پہلی جالی والا حصہ گزار کر درمیان والے حصہ پر پہنچیں گے تو پہلی بڑے دائرہ والی کھڑکی روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جگہ کی نشاندہی کرتی ہے‘ جہاں پر نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ اطہر اور چہرہ مبارک ہے‘ اس کو ”مواجہ شریف“ کہا جاتا ہے۔ اس کے بالکل سامنے چند فٹ دور فاصلہ چھوڑ کر کھڑے ہوجائیں‘ نظریں نیچی کرکے درج ذیل الفاظ میں ستر مرتبہ سلام پیش کریں۔ حدیث شریف کے مطابق اس انداز میں سلام پیش کرنے والوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پر شفاعت واجب فرماتے ہیں: ”صلی اللہ

علیک وسلم یاسیدی یارسول اللہ“

اس کے بعد سلام کے جو الفاظ یاد ہوں یا کتاب سے دیکھ کر خوب ذوق وشوق کے ساتھ سلام پیش کریں۔ ہاتھ اٹھائے بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعائیں مانگیں۔ اپنی مغفرت کی شفاعت چاہیں‘ اپنے والدین اہل و عیال‘ عزیز و اقارب‘ بیوی بچوں اور امت مسلمہ کے لئے خوب دعائیں کریں۔ آنسوؤں کا نذرانۂ عقیدت پیش کریں:

گرا کر چار آنسو حال دل سب کہہ دیا ان سے
دیا مجھ کو زباں کا کام چشم خون فشاں تو نے

بار بار حاضری کی اجازت چاہیں‘ یہ تصور کریں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود سلام سماعت فرما رہے ہیں اور جواب مرحمت فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد اپنے والدین‘ بیوی‘ بچوں اور دوست و احباب اور جن حضرات نے سلام پیش کرنے کے لئے کہا تھا ان کی طرف سے سلام پیش کریں یاد رکھیں کہ اگر آپ نے کسی سے سلام پہنچانے کا وعدہ کرلیا تھا تو آپ پر سلام پہنچانا واجب ہوگیا۔ اور اردو میں ان الفاظ سے سلام پہنچائیں: ”اے اللہ کے رسول! میرے والد محترم (”والد محترم“ کی جگہ اس کا نام کہہ دیں) کی طرف سے سلام قبول فرمائیے‘ وہ شفاعت کے طلب گار تھے ان کے حق میں شفاعت فرمائیے۔“

اس طرح باری باری سب کی طرف سے سلام پیش کرنے کے بعد اجتماعی سلام اس طرح کہیں: ”اے اللہ کے رسول! جن لوگوں نے مجھے سلام پہنچانے کا کہا تھا ان کی طرف سے سلام قبول فرمالیں۔“

اس کے بعد دائیں طرف ہٹ کر اگلی دائرے والی کھڑکی کے سامنے کھڑے ہوکر خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ سے سلام پیش کریں:

”السلام علیک یا خلیفة رسول اللہ۔ السلام علیک یاابابکر الصدیق“

اس کے بعد دائیں طرف ہٹ کر تیسری دائرے والی کھڑکی کے ساتھ کھڑے ہوکر خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ان الفاظ سے سلام پیش کریں:

”السلام علیک یا خلیفة الثانی رسول اللہ۔ السلام علیک یاسیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ السلام علیک یاناطق بالصواب۔“

اس کے بعد ان دونوں کھڑکیوں کے درمیان کھڑے ہوکر دونوں خلفاء پر اجتماعی سلام ان الفاظ سے پڑھیں:

”السلام علیکما یاوزیری رسول اللہ۔ السلام علیکما یامشیری رسول اللہ۔ السلام علیکما یاصحیبئی رسول اللہ۔“

اس کے بعد پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ شریف پر آکر دوبارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کریں اور تھوڑا سا ہٹ کر کہ روضہ اقدس کی طرف پیٹھ نہ ہو قبلہ رخ ہوکر ہاتھ اٹھا کر خوب دعائیں کریں۔ آٹھ نو دن آپ کا قیام ہوگا۔ روزانہ دو تین مرتبہ ضرور سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوں‘ پتہ نہیں دوبارہ موقع ملے یا نہ ملے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران دوسرا اہم کام مسجد نبوی میں چالیس نمازوں کی ادائیگی ہے۔ یہاں پر ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار کے برابر ہے جبکہ مسلسل چالیس نمازوں کی ادائیگی کرنے والوں کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوجاتی ہے‘ اس لئے کوشش کریں کہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ہر نماز صف اول یا اگلی صفوں میں ادا کریں۔ ”ریاض الجنة“ میں ہوجائے تو بہت ہی اچھا ہے۔ اذان سے بہت پہلے مسجد میں داخل ہوں گے تو اچھی جگہ مل سکے گی۔ قیام مدینہ کے دوران تہجد مسجد میں ادا کرنے کا اہتمام کریں۔ زیادہ سے زیادہ وقت مسجد میں گزرنا چاہئے۔

مسجد نبوی میں ریاض الجنة بہت ہی مبارک حصہ ہے۔ یہ جنت کا ٹکڑا ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”میرے حجرے اور منبر کے درمیان کا حصہ جنت کا ٹکڑا ہے“۔ ریاض الجنة میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب سب سے مبارک جگہ ہے‘ کیونکہ آپ کی سجدہ گاہ ہے۔ اس کے علاوہ ”ستون حنانہ“ ستون عائشہ‘ ستون وفودؒ اور ستون توبہ بھی قبولیت دعا کی جگہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی توسیع والی محراب اور منبر مبارک سے متصل حصہ بھی مبارک ہے۔ ”ریاض الجنة“ کی نشانی یہ ہے کہ اس حصہ کے تمام ستون سنگ مرمر کے ہیں جن پر ہری دھاریاں ہیں اور فرش پر قالین کا رنگ لال کے بجائے سلیٹی ہے۔

مسجد نبوی کے علاوہ مدینہ منورہ میں مسجد قباء‘ اسلام کی پہلی مسجد ہے‘ جس کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مسجد نبوی میں نماز فجر ادا کی اور پھر قباء آکر دو رکعت ادا کیں اس نے گویا میرے ساتھ عمرہ ادا کیا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کی ادائیگی کا ثواب اس کو ملے گا) شہداء احد اور حضور صلی اللہ

(باقی صفحہ 25 پر)

سیّدی ومرشدی حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

سیّدی ومرشدی حضرت اقدس مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب نوراللہ مرقدہ بھی اس دنیائے فانی سے عالم باقی کی طرف روانہ ہوگئے۔ آپ کی پوری زندگی قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرتے ہوئے گزری۔ آپ کی برکت سے اللہ پاک نے ہزاروں حضرات کو اللہ، اللہ کرنے کی سعادت نصیب فرمائی۔ بلامبالغہ سینکڑوں حضرات ذکر، فکر، تہجد اور تکبیر اولیٰ کے نمازی بنے۔ آپ کا آبائی علاقہ چک نمبر ۲۶۹ کلویا ٹوبہ ٹیک سنگھ ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم بھی اپنے علاقہ کے علماء کرام سے حاصل کی۔ درس نظامی کا اکثر وبیشتر حصہ آپ نے دارالعلوم کبیروالا کے علمائے کرام، مشائخ عظام سے پڑھا۔ حضرت الاستاذ مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، مولانا منظور الحقؒ، مولانا ظہور الحقؒ، حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ، مولانا مفتی علی محمدؒ، مولانا سیّد فیض علی شاہؒ جیسے کبار علماء کرام سے علوم نبویہ کی تحصیل کی۔ دورۂ حدیث شریف بھی دارالعلوم کبیروالا سے کیا۔ البتہ تکمیل جامعہ خیرالمدارس ملتان سے کی کسی زمانہ میں منطق وفلسفہ ایک سال میں تکمیل کی صورت میں پڑھائے جاتے تھے۔

اصلاحی تعلق: آپ کے شیخ اول مرشد العلماء، قدوۃ السالکین، امام الزہد والتقا حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ شجاع آبادی نوراللہ مرقدہ تھے، آپ ان دنوں جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں استاذ تھے۔ جمعرات شام کو تشریف لاتے اور جمعہ شام تک مرشد پاک کے ہاں قیام فرما ہوتے، اس دورانیہ میں کسی دوست سے نہ چائے قبول فرماتے اور نہ ہی کھانا۔ ۱۹۶۹ء سے ۱۹۷۸ء تک حضرت بہلویؒ کی وفات تک یہی معمول رہا۔ حضرت بہلویؒ کی خدمت اور فیوض وبرکات اپنے لئے سعادت سمجھتے تھے۔

مرشد ثانی: حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد امام الہدیٰ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے اصلاحی تعلق قائم کیا۔ حضرت مرشد ثانیؒ نے اپنی زندگی مبارک کے آخری دنوں میں حضرت شاہ صاحبؒ کو بلایا اور تمام رفقاء کو حجرہ سے باہر نکال دیا اور کافی دیر اپنے سینہ پر لٹائے رکھا اور فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ تھا وہ میں نے حضرت شاہ صاحبؒ کو منتقل کر دیا۔ ہفت روزہ خدام الدین میں چھپا کہ حضرت امام الہدیٰ مولانا عبیداللہ انورؒ نے ایک مجلس میں حضرت شاہ صاحبؒ حضرت اقدس میاں مسعود احمد دین پوری مدظلہ، حضرت میاں محمد اجمل قادری مدظلہ، حضرت مولانا قاری عبدالحی عابدؒ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت امام الہدیٰ کی وفات کے بعد آپ نے سلسلۂ نقشبندیہ کے نامور شیخ حضرت مولانا علی المرتضیٰ گدائی شریف ڈیرہ غازی خان کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ حضرت موصوف نے آپ کو چاروں سلسلوں میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔ اس بات کا اظہار حضرت والا نے خود ہی ایک مجلس میں فرمایا، جس میں راقم موجود تھا۔ راقم نے خانقاہ عبیدیہ کے سالانہ اجتماع کی رپورٹ ہفت روزہ ختم نبوت میں لکھی۔ چھپنے کے بعد میں نے وہ رسالہ پیش کیا۔ فرمانے لگے پڑھ کر سنائیں۔ جب راقم نے پڑھ کر سنایا کہ حضرت گدائی والوں نے آپ کو سلسلۂ نقشبندیہ میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ صرف سلسلۂ نقشبندیہ میں نہیں چاروں سلسلوں میں خلافت عطا فرمائی۔ آپ کبھی بھی شیخ کے بغیر نہیں رہے۔ حضرت گدائی والوں کے بعد مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی عبدالستارؒ صدر مفتی جامعہ خیرالمدارس ملتان کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیئے، حضرت مفتی صاحبؒ چونکہ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے خلیفہ تھے۔ حضرت الشیخ چشتی تھے، تو حضرت مفتی صاحبؒ نے آپ کو چشتیہ سلسلہ میں خلافت سے سرفراز فرمایا۔ یہ خلافت صرف اعزازی نہیں تھی۔ باضابطہ اسباق طے کرنے کے بعد حضرت مفتی صاحبؒ نے آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت مفتی صاحبؒ کی وفات کے بعد آپ نے سیّد نفیس الحسینی نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضری دی اور بیعت کی درخواست کی۔ حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ نے

صرف بیعت ہی نہیں فرمایا بلکہ خلافت سے بھی نوازا۔ موخرالذکر مرشد الاحرار حضرت مولانا الشاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے خلیفہ تھے، اس طرح رائے پوریؒ سلسلہ سے بھی منسلک ہوگئے۔ حضرت سیّد نفیس الحسینیؒ کی وفات کے بعد خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد نوراللہ مرقدہ کی خدمت میں حاضری دی اور بیعت کی درخواست کی۔ خواجہ خواجگانؒ نے فرمایا کہ آپ کو بیعت کی ضرورت نہیں، آپ تو خود کامل ہیں۔ عرض کی کہ میں کامل نہیں ناقص ہوں تو آپ کے اصرار پر حضرت خواجہ خواجگان نے آپ کو بیعت فرما کر سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل فرمایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ نے عرض کی کہ حضرت ہمارے حضرت بہلویؒ لطائف پر ہاتھ رکھ کر لطائف جاری فرمایا کرتے تھے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے آپ کی استدعا پر لطائف پر ہاتھ رکھ کر لطائف جاری فرمائے۔ حضرت خواجہ خواجگانؒ کی وفات کے بعد مانسہرہ کے علاقہ سے حضرت مولانا عبدالحی نقشبندیؒ کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیئے۔ اس لئے ذکر سے پہلے جن مشائخ کو ایصال ثواب فرمایا کرتے تھے، ان میں موخرالذکر بھی تھے۔ ایک بار راقم نے عرض کیا کہ حضرت نقشبندی مجددی اور صرف نقشبندی میں کیا فرق ہے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ سے سلسلہ نقشبندیہ دو طریق سے زیادہ پھیلا۔ ایک حضرت خواجہ محمد معصومؒ سے جو آپ کے فرزند ارجمند تھے۔ اس سلسلہ کے فیض یافتگان نقشبندی مجددی کہلاتے ہیں۔ حضرت مجدد صاحبؒ کے دوسرے خلیفہ حضرت سیّد آدم بنوریؒ تھے، ان سے جو سلسلہ چلا وہ صرف نقشبندی کہلایا۔ جب تک آپ توانا رہے۔ ہر مہینہ اپنے شیوخ کی قبور مبارک پر حاضری دیتے رہے۔ اگرچہ آپ چاروں سلسلوں میں مجاز تھے، لیکن آپ پر غلبہ قادریہ راشدیہ کا تھا، جب کسی کو شامل سلسلہ فرماتے تو فرماتے کہ میں نے بیعت کی حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کے لئے جاوید کے ہاتھ پر، ہمارے استاذ جی مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ فرمایا کرتے تھے کہ صوفیائے کرام کی ایک اصطلاح ”انتقالِ نسبت“ کی ہے تو حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ کی نسبت کا انتقال حضرت شاہ صاحبؒ کی طرف ہوا۔

جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں

تقرری: غالباً استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ نے جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کا نظم ۱۹۶۹ء میں سنبھالا۔ جو اساتذۂ کرام استاذ جی کے ساتھ باب العلوم میں آئے ان میں حضرت شاہ صاحبؒ بھی تھے۔ آپ ۱۹۸۰ء تک گیارہ سال باب العلوم میں رہے۔ آپ باب العلوم میں اس وقت آئے جب آپ کی داڑھی مبارک اتر رہی تھی۔ راقم دو سال باب العلوم میں رہا ۱۹۷۵ء، ۱۹۷۶ء میں آپ سے ہدایہ رابعہ پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اگلا سال دورۂ حدیث شریف کا تھا تو دورہ والے سال آپ سے ابوداؤد شریف پڑھی۔ ۱۹۸۱ء سے ۲۰۰۳ء تک آپ ۲۲ سال دارالعلوم فیصل آباد میں استاذ الحدیث رہے اور ۲۰۰۳ء کے بعد آپ جامعہ عبیدیہ میں تشریف لائے، جہاں ایک چھوٹی مسجد ہوتی تھی۔ ماشاءاللہ! اب وسیع وعریض مسجد، مسجد کے شمال جنوب اور مشرق میں کوہ قامت عمارت موجود ہے۔ جامعہ عبیدیہ فیصل آباد ملک عزیز کے جامعات میں سے ایک اہم جامعہ اور خانقاہ ہے، جس میں علم وعمل کے طالب مستفید ہوتے ہیں۔

ہفتہ وار مجلس ذکر: آپ ہر بدھ کو عشاء کے بعد مجلس ذکر منعقد کراتے جس میں سینکڑوں سے متجاوز سالکین طریقت ذکر خداوندی سے اپنے قلوب واذہان کو جلا بخشتے، آپ نے باقاعدہ سلسلۂ قادریہ کے اسباق کی تکمیل کرنے والے ڈیڑھ سو سے زائد صوفیائے کرام کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ باقاعدہ اسباق کی تکمیل کرنے کے بعد خلافت سے نوازتے۔ راقم کا بھی حضرت والا سے چالیس سال سے زیادہ کا تعلق رہا ہے، میری معلومات میں نہیں کہ کسی کو اعزازی خلافت دی ہو۔ راقم کے شیخ اول مرشد العلماء والصلحاء حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ تھے۔ حضرت والا سے غالباً ۱۹۷۰ء یا ۱۹۷۱ء میں دورۂ تفسیر کیا اور طالب علمی کے زمانہ میں بیعت کی، حضرت بہلویؒ کی وفات کے بعد راقم جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا رحیم یارخان میں مبلغ بنا تو زہد وتقویٰ کے امام حضرت اقدس میاں عبدالہادی دین پوریؒ سے بیعت کر کے سلسلہ قادریہ راشدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ حضرت ثانی دین پوریؒ کی وفات کے بعد راقم رحیم یارخان سے بہاولپور تبدیل ہوگیا اور چار پانچ سال کا وقت بغیر شیخ کے گزارا۔ حضرت ثانی دین پوریؒ سے غالباً لطائف ستہ طے کئے تھے اور ان کی وفات ہوگئی۔ بہاولپور میں خیرپور ٹامیوالی کے ایک مدرسہ کے سالانہ جلسہ میں حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ صاحبؒ تشریف لائے راقم بھی مدعو تھا۔ آپ کی مجلس ذکر ہوئی۔ مجلس ذکر کے دوران راقم کے لطائف ستہ جاری ہوگئے۔ راقم نے حضرت والا سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا فیصل آباد تشریف لائیں۔ راقم فیصل آباد گیا تو فرمایا کہ کیا جلدی ہے کسی وقت بیعت کرلیں گے۔ راقم تیسری مرتبہ حاضر ہوا۔ فرمایا کہ تجدید بیعت کی ضرورت نہیں اسباق لے لیا کریں۔ راقم حضرت والا کی خدمت

میں حاضر ہوتا، فرماتے کون سا سبق چل رہا ہے؟ راقم بتلاتا تو ضرورت محسوس کرتے تو اگلا سبق دے دیتے ورنہ اس کو ہی کمی بیشی کے ساتھ چلاتے رہتے۔ راقم ایک مرتبہ ایک معروف درگاہ کے کسی سجادہ نشین کے ساتھ سفر کر رہا تھا تو انہوں نے اپنے رفیق سفر سے کہا کہ: آپ کے پاس رومال ہے؟ رفیق سفر نے کہا: جی ہاں! کیا کرنا ہے؟ فرمایا کہ محمد اسماعیل کی دستار بندی کرانا ہے۔ راقم نے کہا کہ حضرت کس لئے، فرمایا کہ آپ کو خلافت دینا ہے۔ راقم نے کہا کہ حضرت راقم اس کا اہل نہیں، پانچ سال ہو گئے میرے شیخ نے آگے سبق نہیں چلایا، اگر کسی قابل ہوتا تو میرے شیخ آگے سبق چلاتے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ نے صحیح نہیں کیا۔ اس شیخ کو نہ دیکھیں، اس کی نسبت کو دیکھیں پھر سبق بھی آگے چلایا۔ حضرت والا اپنے شیخ اول (حضرت بہلویؒ) کے مزار شریف پر ہر ماہ تشریف لایا کرتے تھے۔ راقم نے حضرت کے خادم سے ناشتہ کی استدعا کی، انہوں نے حضرت والا کی اجازت سے ہاں کر دی، سردی کا موسم اور دھند کے دن تھے، حضرت والا تہجد سے فارغ ہو کر غریب خانہ پر تشریف لائے۔ چائے نوش فرمانے کے بعد راقم کو خلافت سے سرفراز فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب ہمارے حضرت مولانا عبید اللہ انورؒ اور حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کسی کو خلافت عطا فرماتے تو فرماتے کہ اپنے آپ کو خدا اور رسول نہ سمجھنا۔ یعنی جس طرح اللہ پاک کی ہر منشا پوری ہوتی ہے۔ خلافت کے بعد یوں بالکل نہ سمجھنا کہ میری بھی ہر منشا پوری ہو اور ایسے ہی نہ اپنے آپ کو رسول سمجھنا جس طرح رسول کے متبعین اس کی ہر بات پر لبیک کہتے ہیں، ایسے ہی میرے مریدین بھی ایسے کریں۔ حضرت کے جملہ کا مفہوم راقم یہ سمجھا واللہ اعلم

ایک مجلس میں حضرت نے فرمایا کہ میں خانقاہ شیر انوالہ اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا تو شیخ نے فرمایا: شاہ صاحب! کب تشریف آوری ہوئی اور کتنی دیر کے لئے؟ حضرت شاہ صاحب نے کہا کہ حضرت ایک دوست کی دعوت ولیمہ میں شرکت تھی تو میں نے کہا کہ پہلے آپ کی خدمت میں حاضری ہو جائے۔ حضرت فرمایا کہ شیخ کی خدمت میں حاضری بالاصل ہو، نہ کہ بالتبع نیز فرمایا کہ مفہوم یہ تھا کہ شیخ کی خدمت میں حاضری "من البیت الی الشیخ، و من الشیخ الی البیت" ہو تو کما حقہ فائدہ ہوگا۔ راقم نے شرمندگی سے کہا کہ حضرت میں تو کبھی بھی "من البیت الی الشیخ" اور "من الشیخ الی البیت" کے نقطہ نظر سے حاضر نہیں ہوا۔ حضرت والا ایک عرصہ سے گردوں کے مریض چلے آرہے تھے اور ہر ہفتہ میں تین مرتبہ ڈائیلاسز بھی ہوتے رہے۔ چند ماہ پہلے دل کا آپریشن بھی ہوا اور کامیاب ہوا۔ تمام تر کمزوریوں کے باوجود بدھ کو ہونے والی مجالس ذکر میں شرکت بھی فرماتے رہے اور بیان بھی فرماتے۔ بیماریوں اور علالتوں کے باوجود رات دیر گئے تک احباب کے پاس ٹھہرنا ذکر کرانا، سالکین کو تصوف کے اسباق دینا یہ سلسلہ جاری رہا۔ ۳؍مئی ۲۰۲۴ء کو عشاء کی نماز پڑھی۔ چائے نوش فرمائی، بسکٹ بھی تناول فرمایا۔ تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ساری زندگی لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگاتے رہے۔ آخر میں بھی لا الہ الا اللہ پڑھا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ تھکا ماندہ مسافر اپنی آخری منزل کی طرف رواں دواں ہوا۔ حضرت والا کی وفات کی خبر آناً فاناً پورے ملک میں پھیل گئی اور سوشل میڈیا بالخصوص فیس بک حضرت والا کی تصویروں سے بھرا ہوا ملا۔ چونکہ جنازہ کے لئے کافی وقت دیا گیا۔ چنانچہ ۵؍مئی کو حضرت شاہ صاحبؒ کی میت ان کی خانقاہ کے کمرہ میں زیارت کے لئے رکھ دی گئی، جو حضرات خانقاہ اور مدرسہ میں پہنچ گئے، انہوں نے حضرت والا کا دیدار خوب کیا۔ حضرت کے خلیفہ اکبر مولانا محمد قاسم مدظلہ کی طرف سے خلفاء کے نام جامعہ کے فون سے اطلاع کی گئی کہ تمام خلفاء ظہر کی نماز جامعہ کی مسجد کی صف اول میں پڑھیں، چنانچہ اس دوران ایک تحریر لکھ دی گئی کہ حضرت کی وفات کے بعد حضرت والا کے اکلوتے فرزند ارجمند مولانا سید محمد زکریا شاہ مدظلہ جنہیں حضرت والا اپنی زندگی میں پروگراموں کے لئے اپنی نیابت سے سرفراز فرمایا کرتے تھے، حضرت کے جانشین اور مدرسہ کے مہتمم ہوں گے اور حضرت والا کی نماز جنازہ کی امامت بھی مخدوم زادہ مولانا محمد زکریا شاہ کریں گے اور حضرت نے اپنی زندگی میں مسجد کے شمال کی طرف قبر کی جگہ خریدی اور وفات سے پہلے طلبا میں رقوم بطور صدقہ تقسیم کیں۔ جب آپ کی میت کو ایمبولینس میں رکھا گیا تو مریدین دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ میت ایمبولینس کے ذریعہ پہاڑی گراؤنڈ فیصل آباد لائی گئی۔ معروف تبلیغی راہنما مولانا طارق جمیل، ترجمان جمعیت مولانا محمد امجد خان، شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور نے حضرت والا کی عظیم الشان خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا۔ فیصلہ کے مطابق حضرت والا کے جانشین مخدوم زادہ مولانا محمد زکریا شاہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی، شدید گرمی کے باوجود ہزاروں سے متجاوز علماء کرام، مشائخ عظام، حفاظ، قراء، صوفیا کرام نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور انہیں جامعہ عبیدیہ کی جامع مسجد کے مشرقی جانب خریدکردہ قطعہ اراضی میں سپرد خاک کیا گیا۔ ☆☆

تحریکِ ختم نبوت کی چند یادیں!

(۲)

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

سید مہتاب علی شاہ سی آئی ڈی میں ہوتے تھے۔ چار پانچ دن کے بعد وہ میرے پاس آئے اور کہا مولوی صاحب! آپ نے کیا کیا ہے؟ میں نے کہا کیا ہوا؟ تو انہوں نے کہا تین دن سے پی ڈی ایس پی سر پکڑ کر بیٹھا ہے کہ کس جملے پر مقدمہ بناؤں، اسے کوئی ایسا جملہ ہی نہیں مل رہا۔ انہوں نے بتایا کہ دو صفحے پر تقریر لکھی پڑی ہے، میں نے ہی لکھی ہے۔ لیکن پی ڈی ایس سوچ رہا ہے کہ مقدمہ بنتا ہے یا نہیں بنتا۔ یہ اس دور کا ماحول یہ تھا کہ قادیانیت کا نام لینا بڑا رسک ہوتا تھا۔

ایوب خان کے زمانے میں سعودی عرب میں قادیانیوں کے داخلے پر پابندی نہیں تھی۔ قادیانی حج کے لیے جاتے تھے۔ ایک سال خبر آئی جس نے پورے مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا کہ سعودی عرب میں خانہ کعبہ کے غسل میں ظفر اللہ خان شریک ہوئے ہیں۔ اس وقت یہ عالمی عدالت انصاف کے جج تھے۔ اس پر ہمیں بہت غصہ آیا کہ اسے اس اعزاز اور پروٹوکول میں کیوں شامل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اس پر ملک بھر میں بہت احتجاج ہوا کہ یہ غیر مسلم ہے اسے کیوں بلایا ہے اور سعودی عرب نے خانہ کعبہ کے غسل کے پروٹوکول میں اسے کیوں شریک کیا ہے۔ اس احتجاج پر بھی میں نے ایک مقدمہ بھگتا ہے۔

اس ملک گیر احتجاج اور عالمگیر مہم کے نتیجے میں اگلے سال سعودی گورنمنٹ نے قادیانیوں کے حج پر آنے پر پابندی لگا دی کہ چونکہ یہ غیر مسلم ہیں اس لیے حج پر نہیں آسکیں گے۔

اس پر آغا شورش کاشمیری مرحوم جو ختم نبوت کے محاذ کے بڑے جرنیل، لیڈر اور دبنگ انسان تھے۔ صحافیوں میں ختم نبوت کے محاذ پر جتنا کام انہوں نے کیا ہے اور کسی نے نہیں کیا۔ بلا کے خطیب اور بڑے اچھے قلمکار تھے۔ ان کا پرچہ چٹان نکلتا تھا۔ آغا شورش کاشمیری نے چٹان میں چھ سات سطروں کا ایک شذرہ لکھا جس کا عنوان تھا "الحمد للہ" آگے تین چار سطریں تھیں کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ سعودی عرب کو بھی خیال آیا اور انہوں نے قادیانیوں کو پہچانا ہے اور یہ اقدام کیا ہے۔ آغا صاحب نے شذرہ لکھ کر سعودی گورنمنٹ کا خیر مقدم کیا کہ ہماری ایک بڑی منزل طے ہوگئی ہے کہ سعودی عرب نے قادیانیوں کے داخلے پر پابندی لگادی ہے۔ اس پر چٹان پریس ضبط ہوگیا، دفتر سیل ہوگیا، چٹان کا ڈیکلریشن منسوخ ہوگیا اور طوفان مچ گیا۔

اتفاق سے ان دنوں موچی دروازے میں جمعیت علماء اسلام کی کانفرنس تھی۔ آغا شورش کاشمیری جمعیت میں کبھی نہیں رہے، بلکہ مخالفین اور ناقدین میں رہے ہیں لیکن بہرحال ہمارے حلقے کے آدمی تھے اور یہ ختم نبوت کا مسئلہ تھا، تو ہم نے فیصلہ کیا کہ کانفرنس میں آغا صاحب کی آخری تقریر ہوگی۔ ہم آغا صاحب کو سٹیج پر فراہم کریں تاکہ وہ اپنی بات کہہ سکیں۔ اس زمانے میں سید احمد سعید کرمانی مغربی پاکستان کے صوبائی وزیر اطلاعات تھے، ان کی کوئی ذاتی مخالفت بھی ہوگئی تھی، مگر مسئلہ ختم نبوت کا تھا، بہرحال آغا صاحب نے ۶ مئی ۱۹۶۸ء کو جمعیت علماء اسلام کے جلسے میں پورے عروج پر بڑی خوفناک تقریر کی۔

مولانا غلام غوث ہزارویؒ کو میں نے زندگی میں کبھی شعر پڑھتے نہیں سنا کہ تقریر میں کوئی شعر پڑھیں۔ صرف وہاں آغا شورش کو خطاب کی دعوت دیتے ہوئے مولانا نے یہ شعر پڑھا ''نزاکت کس قدر ہے دلربا کو، اٹھا سکتے نہیں رنگِ حنا کو''۔ مطلب یہ تھا کہ آغا شورش کاشمیری کا جرم کیا ہے؟ یہی کہ انہوں نے سعودی عرب کے ایک فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے اور چار سطریں لکھی ہیں، آپ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ ان کا یہ شعر میرے ذہن پر نقش ہوگیا۔ میں نے زندگی میں مولانا سے ایک ہی شعر سنا ہے اس جلسے میں۔ اس کے بعد آغا صاحبؒ گرفتار ہوگئے، پھر تحریک ختم نبوت کے جلسے ہوتے رہے اور ایک لمبا سلسلہ شروع ہوگیا۔

آغا صاحب نے جیل میں کسی مسئلے پر بھوک ہڑتال کر دی اور چند دن اس کیفیت میں گزرے کہ آغا شورش کے بارے میں تشویش ہونے لگ گئی کہ آغا اب گیا یا اب گیا۔ آغا شورش انکاری تھے اور جب وہ بھوک ہڑتال کرتے تھے تو واقعتاً بھوک ہڑتال ہوتی تھی۔ انہوں نے جیل میں دو تین دفعہ بھوک ہڑتال کی ہے اور بالکل موت کے دم سے واپس آئے ہیں۔ ان کی ایک کتاب ہے ”دمِ واپسیں“۔ واقعتاً وہ موت کے منہ سے واپس آئے تھے۔ پورے ملک میں ہیجان کی کیفیت تھی کہ پتا نہیں اب کیا ہوگا۔ اگر اس میں آغا صاحب فوت ہو جاتے تو ملک میں بڑا طوفان برپا ہوتا، لیکن بالآخر گورنمنٹ نے ہتھیار ڈال دیے اور آغا صاحب کے مطالبات مان لیے۔ پریس بحال کیا، چٹان بحال کیا اور بھی ایک دو باتیں تھیں وہ انہوں نے مان لیں۔

مجھے یاد ہے کہ میں اس تحریک میں نعرے لگانے والوں میں شامل تھا۔ ہم بھی اس زمانے میں تقریریں اور جلسے کیا کرتے تھے۔ استاذ محترم مولانا عبدالقیوم صاحبؒ ختم نبوت کے امیر تھے، وہ ہمارے قائد تھے، ہم ان کے شاگرد اور کارکن تھے اور ختم نبوت کے دفتر میں میٹنگیں ہوتی تھیں۔ ہم نے اس دور میں ”الحمد للہ“ کو عنوان بنا لیا اور ایک مہم چلائی، الحمد للہ ہمارا ماٹو بن گیا تھا، ہم نے الحمد للہ کی مہر بنوائی اور ہر چیز پر الحمد للہ کی مہر لگاتے تھے، نوٹوں پر بھی الحمد للہ کی مہر۔ یہ مہر اتنی چلی کہ سٹیٹ بینک کو پابندی لگانی پڑی کہ جس نوٹ پر الحمد للہ کی مہر ہوگی اسٹیٹ بینک اسے قبول نہیں کرے گا۔ بظاہر تو الحمد للہ تھا لیکن گورنمنٹ بھی سمجھتی تھی کہ اس کا مطلب کیا ہے اور ہم بھی سمجھتے تھے۔ بہرحال ایوب خان کے دور میں یہ مراحل گزرے۔ اور ان مراحل میں الحمد للہ میں بھی شریک رہا ہوں۔ یہ سب میرے طالب علمی کے دور کے واقعات ہیں۔ ہم پڑھتے بھی تھے اور ساتھ یہ حرکتیں بھی کرتے تھے۔

اس دور کا ایک اور واقعہ عرض کر دیتا ہوں۔ آپ اس وقت کی سنگینی دیکھیں اور اکابر کی حکمت عملی دیکھیں۔ ہمارے اکابر بڑی حکمت عملی سے سوچ سمجھ کر فیصلہ کرتے کہ یوں نہیں تو یوں سہی، یوں نہیں تو یوں کر لیتے ہیں، وہ متبادل راستہ نکالتے تھے۔ شیرانوالہ باغ میں ختم نبوت کا جلسہ تھا، سید حسنات احمد گوجرانوالہ کے ڈی سی تھے۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ سٹیج پر پہنچے تو پولیس کا انسپکٹر آ گیا اور اس نے چٹ پکڑا دی کہ ڈی سی صاحب کا آرڈر ہے آپ احمدیوں کے خلاف کوئی بات نہیں کریں گے، ڈی سی نے گورنمنٹ کی طرف سے پابندی لگا دی ہے۔ مولانا محمد علی جالندھریؒ بڑے غضب کے مقرر تھے لیکن ٹھنڈی ٹھنڈی سادہ سادہ باتیں کرتے تھے مگر کیا مجال ہے کہ مجمع چار گھنٹے میں ان کے سامنے ہل جائے۔ سادہ سا خطبہ پڑھتے، شعر بالکل نہیں پڑھتے تھے اور ترنم کے بغیر کئی کئی گھنٹے تقریر کرتے تھے، تقریر اردو میں شروع کرتے اور پانچ سات منٹ بعد پنجابی پر آ جاتے تھے، ٹھیٹھ پنجابی میں تقریر کرتے۔ اس زمانے میں جلسوں میں مجمع بہت ہوا کرتا تھا۔ اس جلسہ میں بہت بڑا مجمع تھا، تقریباً آدھا باغ بھرا ہوا تھا۔ جب ڈی سی کا آرڈر ملا کہ آپ احمدیوں کے خلاف بات نہیں کریں گے جبکہ لوگ یہی باتیں سننے آئے تھے، تو مولانا جالندھریؒ چونکہ بہت ذہین آدمی تھے، مجمع میں چٹ پڑھ کر سنا دی اور ہنستے ہوئے فرمایا اچھا سرکار کا آرڈر آ گیا ہے کہ مرزائیوں کو کچھ نہیں کہنا، ہم تو غیر سیاسی لوگ ہیں، قانون کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔ یہ حکمران ہیں، ہمارے مائی باپ ہیں، ان کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے، آرڈر آ گیا ہے میں کیا کروں۔ ویسے آج میں یہ بات بھی کرنے آیا تھا، یہ بات بھی کرنی تھی، یہ بھی کرنی تھی، یہ بھی سوچ کر آیا تھا۔ آپ بھائیوں سے یہ بھی کہنا تھا، یہ بھی کہنا تھا۔ یوں جو باتیں کہنی تھیں وہ سب کی سب اس انداز میں کہہ دیں اور اس انداز میں دس بارہ منٹ اپنے مقصد کی بات کہہ کر فرمایا کہ چونکہ سرکار کا آرڈر ہے لہٰذا میں اس کے خلاف نہیں کرتا اور معراج شریف پر تقریر کروں گا۔ اس کے بعد انہوں نے معراج کے مسئلہ پر ایک گھنٹہ تقریر کی۔ آپؒ غضب کے متکلم تھے، میں کہتا ہوں پنجابی زبان میں اتنا بڑا متکلم تاریخ نے پیدا نہیں کیا ہوگا، آپ حقیقی معنوں میں متکلم تھے۔

بھٹو مرحوم کے دور میں ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ جس کا وقتی باعث فیصل آباد کا واقعہ بنا کہ نشتر میڈیکل کالج ملتان کے لڑکے چناب ایکسپریس سے ٹور پر جا رہے تھے جو ربوہ سے گزرتی تھی۔ ملتان یعنی حضرت شاہ جیؒ کے شہر کے نوجوان تھے انہوں نے ربوہ اتر کر قادیانیوں کے خلاف نعرے بازی کی۔ قادیانیوں نے اس کا نوٹس لیا اور انہوں نے ٹوہ لگائی کہ جب یہ لڑکے واپس آ کر

پھر یہاں اتریں گے اور نعرے لگائیں گے تو ہم انہیں پکڑ کر ان کی پٹائی کریں گے۔ چنانچہ واپسی پر وہ نوجوان اپنے معمول کے مطابق نیچے اترے تو قادیانیوں نے ان کو گھیر لیا اور ان کی پٹائی کی، ان میں سے کچھ لڑکے زخمی بھی ہوئے، یوں قادیانیوں نے اپنا بدلہ لیا۔

فیصل آباد ربوہ کے قریب ہی ہے۔ یہ خبر فیصل آباد پہنچی۔ مولانا تاج محمودؒ فیصل آباد میں سٹیشن کے قریب ہی ہوتے تھے۔ ریلوے اسٹیشن فیصل آباد پر ہی ان کی مسجد ہے۔ مولانا تاج محمودؒ نے یہ کیا کہ ان لڑکوں کے آنے تک اردگرد کے جتنے ساتھی بلا سکتے تھے ان کو بلا کر آنے والے لڑکوں کا استقبال کیا۔ اگرچہ انہیں وقت تھوڑا ملا لیکن بہرحال لوگوں کے جذبات تو پہلے ہی تھے، لوگوں نے وہاں جلوس نکالا اور احتجاج کیا کہ قادیانیوں کو گرفتار کیا جائے۔ یہ تھا اس تحریک کا نقطہ آغاز۔ چنانچہ فیصل آباد میں ہڑتال ہوئی۔ اگلے دن ہم نے بھی گوجرانوالہ میں میٹنگ بلا لی اور تیسرے چوتھے دن گوجرانوالہ میں بھی ہڑتال ہوئی۔ یوں بات چلتے چلتے آگے بڑھ گئی۔

یہ وہ دور تھا جب میں جامع مرکزی مسجد میں بطور نائب خطیب کے حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحبؒ کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ جامع مسجد تقریباً سوا سو سال سے شہر کا مذہبی مرکز بھی ہے، سیاسی مرکز بھی ہے اور سماجی مرکز بھی ہے۔ جامع مسجد ہمیشہ تحریکات کا مرکز رہی ہے۔ چاہے دینی تحریکات ہوں یا سیاسی، آزادی کی تحریک، ختم نبوت کی تحریک اور تحریک نظام مصطفیٰ میں ہیڈ کوارٹر یہی رہا ہے۔ اور یہ ہماری روایت چلی آ رہی ہے کہ شہر میں کوئی بھی مذہبی یا ملی اجتماعی مسئلہ ہو تو ہم دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث، شیعہ، جماعت اسلامی، تاجر برادری، وکلاء سب کو بلاتے ہیں اور سب آتے ہیں۔ پچاس سال تو مجھے ہو گئے ہیں، جب بھی ضرورت پڑی ہے بلایا ہے تو سب آئے ہیں۔ اس کا عقبی کمرہ جو اَب ہال میں شامل کر لیا ہے وہ ہماری میٹنگوں کے لیے مخصوص تھا۔ ہمارے ایک سی آئی ڈی کے انسپکٹر ایک دفعہ کہنے لگے کہ مولوی صاحب! جب یہ پیچھے کا کمرہ کھلتا ہے تو ہمارے کان کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کوئی تحریک چلنے والی ہے اور ہم سونگھنا شروع کر دیتے ہیں کہ اب کچھ ہونے والا ہے اور مولوی کچھ کرنے لگے ہیں۔

بہرحال اس موقع پر مولانا عبدالواحد صاحبؒ نے میٹنگ بلائی، تمام مکاتب فکر کے علماء آئے۔ میٹنگ میں ہم نے کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ایکشن کمیٹی تشکیل دی۔ مولانا ابوداؤد محمد صادقؒ اس کے صدر تھے جو بریلوی مکتب فکر کے بڑے عالم تھے، حکیم عبدالرحمٰن آزادؒ پرانے احراری اور بڑے پرانے اہل علم مجاہد علماء میں سے اہل حدیث مسلک کے عالم تھے، وہ سیکرٹری جنرل تھے اور میں رابطہ سیکرٹری تھا، یہ تحریک میں عملاً میری پہلی ذمہ داری تھی۔ بعد میں شہری مجلس عمل بنی تو میں اس کا سیکرٹری جنرل تھا۔ اس موقع پر چونکہ میرے کمرے میں ہی دفتر تھا تو زیادہ تر معاملات میں ہی سنبھالتا تھا۔ مولانا عبد الواحد صاحبؒ ہمارے سرپرست تھے۔

ہم نے گوجرانوالہ نے تحریک میں گرمی پیدا کی اور وہ گرمی کچھ زیادہ ہی ہو گئی۔ ہوا یہ کہ ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم ہڑتال کریں گے اور جلوس نکالیں گے۔ اس کے مطابق ہڑتال بھی ہوئی اور ہم نے بہت بڑا جلوس نکالا۔ جلوس کی قیادت ابو داؤد محمد صادق صاحبؒ، مولانا عبد الواحد صاحبؒ اور حکیم عبدالرحمٰن صاحبؒ کر رہے تھے۔ میں بھی تھا اور مولانا عبد العزیز چشتی صاحبؒ وغیرہ شہر کے علماء بھی ساتھ تھے۔ بے پناہ ہجوم تھا۔ کچہری پر جا کر ہم نے ڈی سی کے دفتر کے ساتھ برآمدے میں کھڑے ہو کر تقریریں کیں اور جلوس کو منتشر ہونے کا کہا کہ ہم نے آپ تک بات پہنچانی تھی پہنچا دی، اب ہم واپس جا رہے ہیں۔ ہم تو واپس آ گئے لیکن جلوس واپس نہیں آیا۔ وہ جلوس ِگل روڈ پر چلا گیا۔ گل روڈ اس زمانے میں قادیانیوں کا مرکز تھا۔ ہم تو گھروں میں آ گئے لیکن جلوس نے وہاں ِگل روڈ پر بہت تباہی مچائی۔ شام کو بی بی سی چیخ اٹھا کہ گوجرانوالہ میں آج ایک دن میں بہت سے قادیانی قتل ہوئے ہیں۔ دنیا میں طوفان مچ گیا کہ گوجرانوالہ قتل گاہ بن گئی ہے، احمدیوں کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ ظفر اللہ خان کا بیان بھی آ گیا۔ گوجرانوالہ بہت حساس پوائنٹ بن گیا۔ ایک دن سترہ کے لگ بھگ آدمی قتل ہوئے، اس سے اگلے دن پانچ آدمی قتل ہوئے۔ بی بی سی اور دوسرے بین الاقوامی اداروں نے طوفان مچا دیا کہ گوجرانوالہ قتل گاہ بن گیا ہے۔ واقعتاً پاکستان میں ایسا معاملہ اور کہیں بھی نہیں ہوا جو یہاں ہو گیا۔ تقریباً بائیس قادیانی قتل ہوئے جن میں سے اکثر گل روڈ پر ہی قتل ہوئے تھے جہاں قادیانیوں کی آبادی تھی، جس سے جو ہو سکتا تھا اس نے کیا۔ (جاری ہے)

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا دوروزہ دورہ

رپورٹ:.... مولانا محمد مسعود، خوشاب

تاریخ کا مسلمہ سبق ہے کہ مقصد کی لگن رکھنے اور اپنے مشن کو ہر حال میں جاری رکھنے کے عزم سے آراستہ لوگ وقت کے نامہربان موسموں کے باوجود بھرپور عزم و توانائی کے ساتھ سرگرم سفر رہتے ہیں۔ تاریخ کے اس سبق کی یاددہانی کا باعث یہ ہے کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع منڈی بہاؤالدین و گجرات کے مبلغ برادر مکرم مولانا محمد قاسم سیوطی صاحب کی جانب سے ایک اشتہار سوشل میڈیا کا زینت بنا جس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب کے گجرات میں دو اور جہلم میں ایک پروگرام تھا۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ عمر 79 سال، جسمانی کمزوری کے علاوہ سفر کی مشقت اس پر مستزاد ہے۔ کونسی چیز ہے جو ان موانع کی کوئی پروا نہیں کررہی؟ جی ہاں! وہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا تحفظ اور فتنہ قادیانیت کا تعاقب۔ جس کے لیے یہ بوڑھا عاشق ختم نبوت کوچہ کوچہ، قریہ قریہ اور گلی گلی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا پھریرا لہرارہا ہے اور اپنے لیے روز محشر شفاعت کا سامان اکٹھا کرنے میں مصروف ہیں۔ مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم سیوطی صاحب کے مطابق 8 ذوالقعدہ مطابق 17 مئی کو مولانا اللہ وسایا صاحب نے جامع مسجد صدیق اکبر پنجن کسانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں خطبہ جمعہ دیا۔ اس پروگرام کے محرک و میزبان اکابر کی روایات کے امین، مجاہد ختم نبوت حضرت قاری محمد اختر رحمہ اللہ کے جانشین نوجوان عالم دین مولانا عبداللہ اختر صاحب تھے ان کی محنت سے خطبہ جمعہ میں تمام طبقات کے افراد کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت کی حقیقت کے بارے مفصل خطاب کیا جس نے مجمع کے دلوں کو خوب گرمایا اور ایمان کو تازگی اور روح کو سرشاری بخشی۔ یہاں سے فارغ ہو کر مولانا صاحب سرائے عالمگیر تشریف لے گئے ان کے ساتھ رفیق سفر مولانا محمد قاسم سیوطی اور حافظ رانا عبد اللہ بھی تھے۔

بعد نماز مغرب سرائے عالمگیر شہر کی تاریخی شاہی مسجد میں بیان طے تھا جس کے میزبان جامعہ حنفیہ تعلیم القرآن سرائے عالمگیر کے ناظم قاری محمد طارق محمود صاحب اور شاہی مسجد کی انتظامیہ تھی۔ مولانا صاحب نے یہاں بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی زہرناکی اور اس فتنے کی ایمان شکن سرگرمیوں کے حوالے سے اپنا دردِ دل سامنے رکھا۔ اس محاذ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی جدوجہد پر بھی گفتگو کی۔ شاہی مسجد پروگرام بھی بھرپور کامیاب رہا۔ ان دونوں پروگراموں کی کامیابی میں جہاں مقامی احباب کی محنت شامل تھی وہیں پر مبلغ ختم نبوت مولانا محمد قاسم سیوطی کی دعوتی مہم کا بھی کردار نمایاں تھا۔

شیڈول کے مطابق اس پروگرام سے فراغت کے بعد شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کے مدیر مولانا ابوبکر صدیق صاحب کی پُرخلوص دعوت پر جہلم تشریف لے گئے۔ جامعہ حنفیہ جہلم اہلسنت والجماعت مسلک علماء دیوبند کی مستند دینی درسگاہ ہے جس کے بانی مبانی فاضل دارالعلوم دیوبند مولانا قاضی عبداللطیف جہلمی رحمہ اللہ ہیں اور انہی کا لگایا ہوا یہ علمی گلشن ہے جس کی بہاروں میں اضافہ ان کے فرزند و جانشین مولانا قاری خبیب احمد عمر رحمہ اللہ نے بڑی محنت سے کیا ان کی وفات کے بعد ان کے لائق فرزند ارجمند اس وراثت کو سنبھالے ہوئے ہیں اور بڑی حکمت و بصیرت سے اس کو ظاہری و باطنی ترقی کی شاہراہ پر گامزن کیے ہوئے ہیں۔

پروگرام یادگار اکابر مولانا مفتی محمد شریف عابد صاحب کی سرپرستی اور شیخ الحدیث مولانا قاری ظفر اقبال مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ مولانا ابوبکر صدیق صاحب نے اس

پروگرام کی کامیابی اوراس میں بھرپور شرکت کے لیے بہت محنت کی جس کی بدولت صرف جہلم شہر اور اس کے مضافات سے نہیں بلکہ دینہ، سوہاوہ، ڈومیلی، ڈھوک امب، سنگھوئی، کھاریاں اور دور دراز علاقوں سے مولانا قاضی عبداللطیف جہلمیؒ کے روحانی فرزندوں نے پورے جوش وخروش سے شرکت کرکے پروگرام کو چار چاند لگا دیئے۔ علماء کرام کی شرکت بھرپور تھی۔ شاہین ختم نبوت بھی پھر خوب بولے۔عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بیدار رہنے اور ملکی سطح پر قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کے خلاف ہوشیار رہنے پر زور دیا۔

مولانا قاضی عبداللطیف جہلمیؒ اور مولانا قاری خبیب احمد عمرؒ کی دینی خدمات کے علاوہ جامعہ حنفیہ کے موجودہ مدیر مولانا ابوبکر صدیق صاحب کی کوششوں کو خراج تحسین پیش کیا۔

یہاں سے فارغ ہوئے تو حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مولانا محمد قاسم سیوطی صاحب کی درخواست پر رات تقریباً ڈیڑھ بجے دفتر ختم نبوت طفیل بلاک نزد کرسٹل میرج ہال پھالیہ روڈ تشریف لائے۔ یہاں استراحت کے بعد صبح 8 بجے تاجر برادری کے رکن حاجی اطہر صاحب نے معزز مہمان کے لیے پرخلوص ناشتے کا اہتمام کیا ہوا تھا جہاں پر تاجر برادری کے چیدہ چیدہ افراد کے علاوہ عالمی مجلس کے ضلعی ناظم عمومی مولانا خالد معاویہ صاحب بھی مدعو تھے۔ ناشتے سے فراغت کے بعد راقم الحروف نے مولانا اللہ وسایا صاحب سے مختصر گفتگو کے لیے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ بات یاد رکھیں قادیانی جہاں بھی ہے وہ اپنی جماعت کے لیے متحرک رہتا ہے۔ہمیں بھی اس حوالے سے بیدار و ہوشیار رہنا چاہئے۔

چند دن پہلے آئی ایم ایف نے پاکستان کے قرضوں کی بحالی کے لیے ملکی حکمرانوں کے سامنے شرط رکھی کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی خدمات کے سلسلے میں سائنس فیسٹیول کا انعقاد کیا جائے جس پر حکمران طبقہ تیار بھی ہوگیا تھا لیکن آپ کی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی بروقت کوششوں سے الحمدللہ یہ فیسٹیول منسوخ ہو گیا۔اسی طرح محکمہ تعلیم کی طرف سے پہلی مرتبہ یہ پالیسی سامنے آئی کہ اگر کوئی غیر مسلم اسلامیات پڑھنا چاہے تو وہ پڑھ سکتا ہے۔پہلے غیر مسلم طبقہ کے لیے اسلامیات کے بجائے اخلاقیات پڑھنا داخل نصاب تھا۔اس پالیسی کا فائدہ قادیانیوں نے اٹھانا شروع ہی کیا تھا کہ ضلع چکوال کے علاقہ بھون کے رہائشی صوفی طاہر الحسن صاحب نے مجھے (شاہین ختم نبوت) آگاہ کیا تو میں نے ان کو اس بارے ثبوت پیش کرنے کا کہا تو انہوں نے فوراً مہیا کر دیئے کیونکہ اسلامیات پڑھنے کا اختیار صرف مسلمان طلبہ کو حاصل ہے۔ اس پر راولپنڈی جماعت کے ذمہ داران کو فکر مند کیا اور الحمدللہ اس پالیسی کو بھی محکمہ تعلیم نے واپس لے لیا۔

ہر وقت قادیانیوں کی سازشوں کی فکر لگی رہتی ہے۔ یہ اپنی خباثتوں اور شرارتوں سے باز نہیں آرہے۔ہمیں بھی اس حوالے سے متحرک رہنا ضروری ہے۔ آج ہم جو فوائد وثمرات سمیٹ رہے ہیں وہ اکابر و اسلاف کی انتھک جدوجہد اور محنتوں کا ثمرہ ہے۔تبلیغی جماعت اگرچہ مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی فکر کا نتیجہ ہے لیکن اس کے پیچھے اس وقت کے اکابر اور اہل اللہ شخصیات کی تائید شامل ہے۔اسی طرح جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا وجود بھی اس وقت کے اکابر و اسلاف اور عظیم روحانی شخصیات کی مشاورت اور فکر مندی کا مرہون منت ہے۔کافی سوچ بچار کے بعد ان کی بنیاد رکھی گئی ہے یہی وجہ ہے کہ لاکھ سازشوں کے باوجود ان کا وجود قائم ودائم ہے۔

اس وقت اسلاف بیزاری اور علماء اسلام سے متنفر کرنے کی مہم عروج پر ہے۔ دین دشمن عناصر بخوبی جانتے ہیں کہ ہم اپنے منصوبوں میں کامیاب تب ہو سکتے ہیں جب علماء سے نفرت کا ماحول بنا دیا جائے تاکہ ہم عوام الناس کو جس بیماری میں مبتلا کرنا چاہیں تو وہ معالجین یعنی علماء کرام کے پاس نہ جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ سات ستمبر کو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے فیصلے کو پچاس سال پورے ہو رہے ہیں اور اس یادگار موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان لاہور مینار پاکستان پر گولڈن جوبلی منانے کا اعلان کر چکی ہے جس کی کامیابی کے لیے ابھی سے محنت شروع کر دینی چاہیے۔ اس دن اپنے اپنے مقامات پر ریلیوں کے انعقاد کے علاوہ گولڈن جوبلی پروگرام میں ریکارڈ شرکت ہونی چاہیے۔علاوہ ازیں سپریم کورٹ کی جانب سے قادیانیوں کے حوالے سے حالیہ کیس کے لیے 29رمئی2024ء کی تاریخ کا اعلان ہوا ہے۔ تمام دوستوں سے دعاؤں کی درخواست ہے۔

(باقی صفحہ 26 پر)

حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی مدظلہ کا

دورۂ ایبٹ آباد، بٹگرام میں ختم نبوت کی بہاریں

مولانا نورالحق بن عبدالکبیر

مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب زید مجدہ تین روزہ دورہ پر ہزارہ ڈویژن خصوصاً ایبٹ آباد تشریف لائے۔ آپ کے مختلف مقامات پر تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر بیانات کئے، جن کی مختصر روئیداد پیش خدمت ہے:

پہلی نشست:

جمعۃ المبارک کے دن قبل از جمعہ صبح دس بجے گورنمنٹ کالج آف مینجمنٹ سائنسز منڈیاں میں میزبان محترم حضرت مولانا پروفیسر شفیق الرحمٰن عباسی صاحب، کالج کے پرنسپل، اساتذہ ولیکچرار حضرات کی موجودگی میں اسٹوڈنٹس سے تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر خطاب کیا۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھرے انداز میں شان اقدس اور سیرت بیان فرمائی۔ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اوراس کے تحفظ کی محنت پر سیر حاصل گفتگو کی۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اس عقیدے کے تحفظ کے لیے قربانیوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے جنگ یمامہ پر مفصل بیان فرمایا۔ بعدازاں فتنۂ مرزائیت کی سرکوبی اور تعاقب پر مشتمل تینوں ادوار کی تحریکات 1953ء، 1974ء اور 1984ء پر روشنی ڈالی۔ تمام سامعین نے اس عقیدے کی اہمیت کے پیش نظر عقیدے کے تحفظ کے لئے ہاتھوں کو فضا میں لہراتے ہوئے عزم مصمم کیا۔ اس کے بعد سوالات و جوابات کی نشست ہوئی۔ صحیح جواب دینے والے کامیاب اسٹوڈنٹس کو انعامات سے بھی نوازا گیا۔ حضرت مفتی صاحب نے کالج کی لائبریری کے لئے تحریکات ختم نبوت اور خصوصاً 1974ء کی تاریخی وآئینی دستاویز کو پہنچانے کا وعدہ فرمایا حضرت مفتی صاحب کا تمام احباب نے شکریہ ادا کیا خصوصاً کالج کے پرنسپل جناب محترم اسد خان صاحب نے شکریہ کے کلمات سے حضرت مفتی صاحب کو رخصت فرمایا۔

دوسری نشست:

بانڈہ پھگواڑیاں کی جامع مسجد میں جمعہ کے اجتماع سے عقیدہ ختم نبوت کی فضیلت و اہمیت پر تفصیلی بیان فرمایا عقیدہ ختم نبوت اور آقا دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی اعزاز و منصب تاج ختم نبوت کے تحفظ اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے پورے مجمع نے ہر طرح کی قربانی دینے کا پختہ ارادہ کیا۔

تیسری نشست:

بعد نمازِ مغرب مین بازار نواں شہر میں عظیم الشان کانفرنس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ جہاں علماء کرام ومشائخ عظام اور عوام الناس کا ایک ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھا کہ سر ہی سر دکھائی دیتے تھے حضرت مفتی صاحب نے آیت: ”یایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ الخ“ کے ترجمہ اور تشریح سے اپنے بیان کا آغاز کیا اور مجمع پر چھا گئے۔ زمانہ نبوت سے لے کر اکابرین علمائے دیوبند تک جتنی ختم نبوت کے لئے قربانیاں بھی دی گئیں ان کو صاف اور سہل انداز میں بیان فرمایا اور کچھ واقعات وقصص بھی اس عقیدے کی محنت میں ذکر فرمائے، سامعین نے نہایت توجہ اور انہماک سے بیان سنا۔

چوتھی نشست:

بروز ہفتہ صبح تقریباً دس بجے مدرسہ عربیہ عرفانیہ شیروان میں حضرت مفتی صاحب تشریف لے گئے وہاں پر طلباء کرام، علماء کرام اور شمع رسالت کے پروانوں اور ختم نبوت کے دیوانوں سے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور تحفظ ناموس رسالت کو اپنے گرانقدر الفاظ و انداز میں اجاگر کیا۔

پانچویں نشست:

بنات کے عظیم ادارے مدرسہ ام سلمہ زیر اہتمام مفتی جعفر طیار مقبول اعوان صاحب

کے ہاں ہوئی۔ پردہ نشین طالبات و معلمات سے عقیدہ ختم نبوت اور اس کی اہمیت، حضرت خنساءؓ، حضرت ام عمارہؓ، حضرت سمیہؓ کی قربانیوں سے متعلق تفصیلی تذکرہ کیا اور طالبات میں عقیدہ ختم نبوت اجاگر کیا۔

چھٹی نشست:

بعد نمازِ مغرب بانڈی ڈھونڈاں قلندر آباد میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں بطورِ مہمان خصوصی زمانہ نبوت سے لے کر آج تک امت مسلمہ کے روشن ضمیروں اور سرفروشوں نے جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے ماننے والوں کا جو حشر کیا، اس کو بیان فرمایا جسے سامعین نے بہت سراہا اور داد و تحسین کے ساتھ ہی عزم مصمم کیا کہ اس عقیدے کے لئے ہر محاذ پر ہر قربانی دینے کے لیے بیدار بھی ہیں اور تیار بھی ہیں۔

ساتویں نشست:

بروز اتوار صبح دس بجے جامع مسجد شہزادہ بخارا میں منعقدہ نشست بسلسلہ اظہار تشکر میں تیسری سالانہ تحفظ ختم نبوت کانفرنس عیدگاہ اپر ملک پورہ کی کامیابی پر خدمات سرانجام دینے والے کارکنان شمع رسالت کے پروانوں اور ختم نبوت کے دیوانوں سے نہایت قیمتی اور پراثر نصائح ارشاد فرمائیں۔ بعدازاں مختصر لیکن رقت آمیز انداز میں دعا فرمائی مجمع آمین کہتا رہا۔

آٹھویں نشست:

بروز اتوار ہی دن کو کچھ دیر استراحت و قیلولہ کے بعد ہزارہ ڈویژن کے ایک عظیم روحانی ادارے جامعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ٹھنڈا میرا میں طلباء کرام واساتذہ کرام سے ''عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری'' کے موضوع پر گفتگو کی، طلبا و علما کرام سے تحفظ ختم نبوت کے کام کو اپنا کام سمجھتے ہوئے بلکہ ساری زندگی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن بن کر زندگی گزارنے کا عزم لیا۔

نویں نشست:

دوسری عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس میں بازار دہمتوڑ میں منعقد کی گئی۔ حضرت مفتی صاحب کو دعوت سخن بنفس نفیس پیر طریقت قبلہ پیر اسد حسین شاہ نقشبندی صاحب نے دی۔ حضرت مفتی صاحب کی گفتگو میں نکات جلیلہ اور براہین قاطعہ عقیدہ ختم نبوت پر نمایاں تھے۔ آپ نے مختصر طور پر نزول عیسیٰ علیہ السلام اور ظہور مہدی علیہ الرضوان پر بھی بیان کیا۔ مفتی صاحب حفظہ کی گفتگو کے دوران مجمع پر ایک سناٹا سا چھایا ہوا تھا اور وجد اور کیف سا طاری تھا۔ بعدازاں میزبان محترم نے حضرت مفتی صاحب کا تواضع و اکرام فرمایا یوں حضرت مفتی صاحب کا تین روزہ دورہ مکمل ہوا۔ اللہ تعالیٰ حضرت جی کی محنت کوشش و کاوش کو قبول فرمائے۔ ان پروگراموں کے لئے جن حضرات نے بھرپور محنت اور کوشش کی اللہ تعالیٰ تمام علماء کرام اور کارکنانِ ختم نبوت کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔ آمین۔

دورہ بٹگرام:

16 مئی 2024ء بروز جمعرات مہمان خصوصی حضرت مولانا راشد مدنی صاحب ایبٹ آباد سے صبح تقریباً نو بجے بٹگرام پہنچے، استقبال کے لئے تحصیل امیر مولانا مفتی فیاض صاحب کوزہ بانڈہ ٹول پلازہ موجود تھے، ضلع ایبٹ آباد کے تاجر رہنما حاجی وقار جدون بھی ہمراہ تھے۔ شیڈول کے مطابق حضرت کا پہلا بیان مفتی بخت منیر صاحب کے ہاں مدرسہ دارالعلوم بٹگرام میں ہوا، اس کے بعد دوسرا بیان ساڑھے دس بجے سابق ایم این اے حضرت مولانا قاری محمد یوسف صاحب کے ہاں مدرسہ اشاعت الاسلام غازی کوٹ کس پل کے مقام پر اور تیسرا بیان تقریباً ساڑھے گیارہ بجے حضرت مولانا فریدالدین صاحب مہتمم مدرسہ کوثر القرآن ویگن اڈہ مین بازار ہوا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع بٹگرام کے ذمہ داران نے مہمان خصوصی کے اعزاز میں ختم نبوت کانفرنس کا اہتمام کیا ہوا تھا جو حضرت مولانا قاری اسرائیل صاحب، نائب امیر عالمی مجلس بٹگرام کے ہاں جامع مسجد خلفائے راشدین نزد یونیورسٹی کیمپس بٹگرام میں منعقد ہوئی، حضرت کے مذکورہ بالا بیانات اور اسفار میں حضرت الامیر مولانا نجم الدین صاحب اور ناظم عمومی مولانا مفتی حامد حقانی صاحب بھی ساتھ ساتھ رہے۔ یہاں بھی حضرت کے انداز بیان کو خوب پذیرائی ملی خصوصاً علماء اور طلبا کے طبقے نے بہت سراہا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا مفتی محمد راشد مدنی صاحب دامت برکاتہم کی عمر، علم و عمل اور صحت میں برکتیں عنایت فرمائے آمین۔

(مولانا نظام الدین، بٹگرام)

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

قسط:۱۳ ازافادات:..... حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

ملک اور گھر کے بڑوں کی ذمہ داریاں:

ارشاد فرمایا کہ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’سن لو تم میں سے ہر شخص اپنی رعایا کا نگہبان ہے اور (قیامت کے دن) تم میں سے ہر شخص کو اپنی رعایا کے بارے میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔لہٰذا سربراہ حکومت نگہبان ہے، اس کو رعایا کے بارے میں جوابدہی کرنا ہوگی، مرد جو اپنے گھر والوں کا نگہبان ہے، اس کو اپنے گھر والوں کے بارے میں جوابدہی کرنا ہوگی، عورت جو اپنے شوہر کے گھر اوراس کے بچوں کی نگہبان ہے، اس کو ان کے حقوق کے بارے میں جواب دینا ہوگا۔(مشکوٰۃ:(قدیمی)،ص۳۲۰)

اس حدیث کی روشنی میں سب سے پہلے اربابِ اقتدار سے ہم گزارش کرتے ہیں کہ میڈیا پر فحاشی، عریانی کا فروغ اور گندی سائٹس کو بند کردیں، نیز گھر کے بڑوں سے بھی گزارش کرتے ہیں کہ ایسی چیزیں گھر میں نہ لائیں جن سے گھر کے افراد برباد ہوں۔عام طور پر گھر کے بڑے اپنی حرام خواہشات کو پورا کرنے کے لئے گھر میں یہ چیزیں لاتے ہیں، معصوم بچے اور بچیاں، ٹی وی، کمپیوٹر بازار سے لے کرنہیں آتے اور نہ کیبل کا کنکشن لگاتے ہیں، اس لئے خدارا! اپنے بچوں کو اس فحاشی کے طوفان سے بچائیں۔

اولاد اور گھر والوں کو خرافات سے بچانے کی حکمتِ عملی:

اولاد پر کڑی نظر رکھیں: اپنے بچوں کو انٹرنیٹ ہرگز نہ دیں، اگر ناگزیر وجوہ کی بناء پر دیا جائے تو سختی رکھیں کہ تنہائی میں استعمال نہ کریں، کمرے میں کمپیوٹر اس طرح رکھیں کہ آپ کی نظر پڑتی ہو، کبھی کبھی بچوں کے زیر استعمال انٹرنیٹ کی ہسٹری سے جانچ پڑتال کرتے رہیں کہ کہیں بچوں نے نیٹ کا غلط استعمال نہ کیا ہو، اگر غلط استعمال کیا ہو تو بچوں کو بتا بھی دیں تا کہ ان کے دلوں میں خوف ہو۔اہلِ خانہ اگر ٹی وی، موبائل یا دوسری ناجائز چیز مانگیں تو پہلے محبت سے منع کریں، اگر ضد کریں تو حکمت سے کام لے کر سمجھائیں، اللہ والوں سے مشورہ کریں۔بعض گھروں میں یہ خرافات نہیں ہوتیں لیکن بچے اسکول میں اپنے دوستوں سے میموری کارڈ میں لے آتے ہیں۔ والدین کو دھوکہ دینے کے لئے ان کے سامنے

بقیہ:.....روضۂ اقدس پر حاضری

علیہ وسلم کے مظلوم ترین شہید چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مزار اور میدان احد جو بہت ہی مبارک جگہ ہے‘ یہاں دعا قبول ہوتی ہے۔سید الشہداء حضرت حمزہؓ، حضرت مصعبؓ اور شہدائے احد کو سلام پیش کریں‘ ان کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔میدان جنگ خندق‘ مسجد قبلتین‘ مسجد علی رضی اللہ عنہ‘ وغیرہ میں جا کر زیارت کرنا اور دو رکعت ادا کرنا افضل و مستحب عمل ہے۔جنت البقیع جا کر خلیفہ ثالث شہید مظلوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ‘ حضرت حلیمہ سعدیہ‘ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ‘ حضرت حفصہ اور دیگر امہات المومنین‘ حضرت صفیہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر پھوپھیاں‘ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء‘ حضرت رقیہ‘ حضرت ام کلثوم‘ حضرت زینب‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہم اجمعین‘ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت طیب‘ حضرت امام مالک‘ امام شافعی اور لاکھوں صحابہ کرام‘ تابعین‘ تبع تابعین اور مشائخ وعلماء کرام کے مزارات پر حاضری دے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق دعائیں مانگیں اور ان کا وسیلہ طلب کریں۔چالیس نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر الوداعی سلام پیش کرتے ہوئے فراق اور جدائی کے غم سے روتے ہوئے آئندہ کی حاضری کی استدعا کرتے ہوئے مدینہ منورہ سے رخصت ہوں:

یا رب صل وسلم دائما ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم
اٹھ کے ثاقب گو چلا آیا ہوں اس کی بزم سے
دل کی تسکین کا مگر سامان اسی محفل میں ہے

ایک میموری کارڈ استعمال کرتے ہیں اور تنہائی میں دوسرا۔ جس اسکول کالج میں ناچ گانا، اسٹیج ڈرامے اور دوسری خرافات ہوتی ہیں ایسے اداروں میں بچوں کا داخلہ نہ کرائیں۔

خود سو فیصد دین پر عمل کریں: اللہ تعالیٰ حکمت کے ساتھ نصیحت کر کے لوگوں کو دین کی دعوت دینے کا حکم فرماتا ہے۔اس حکمت کو اس مثال سے سمجھئے کہ پڑوس کا کتا بھوکا ہے اور اس کے منہ میں خشک ہڈی ہے۔آپ کے دل میں رحم آیا اور گھر سے گوشت لائے،اب اس کے منہ سے ہڈی چھڑانے کے تین طریقے ہیں:

1:... ڈنڈا مار کر لیکن اس حال میں وہ آپ کو کاٹے گا۔ 2:... گوشت کے فضائل اور لذت بیان کر کے،اس سے بھی وہ مشکل سے چھوڑے گا۔3:... تھیلی سے گوشت نکال کر اس کے سامنے ڈال دیں، وہ خود ہی ہڈی چھوڑ دے گا اور گوشت کھانے لگے گا۔اس سے سمجھئے کہ اولاد اور گھر والوں سے اگر گناہوں کی ہڈی چھڑانا چاہتے ہیں تو تین طریقے ہیں:1:... سختی کر کے گناہ چھڑانے کی کوشش پر وہ اَور زیادہ ضدی ہو جائیں گے اور دین سے متنفر بلکہ دین کی شان میں گستاخی کر کے ایمان کھو بیٹھیں گے۔ 2:... اگر آپ صرف زبانی نیٹ کیبل موبائل وغیرہ کے نقصانات اور بچنے کے فضائل بیان کریں گے تو بھی چھوڑنا مشکل ہے کیونکہ ان کو گناہوں میں حرام مزہ آرہا ہے۔3:... خود سو فیصد دین پر عمل کر کے اولاد کو ایسا نمونہ پیش کریں جسے دیکھ کر وہ بھی گناہوں کی بے چین زندگی چھوڑ کر بالطف زندگی کا مزہ پانے کی کوشش شروع کر دے۔

اولاد کو جائز تفریح سے نہ روکیں:

اس کی بہت کمی ہے کہ بیوی بچوں کی جائز خوشی کا بھی انتظام نہیں کرتے جس کی وجہ سے وہ بیزار رہنے لگتے ہیں۔اولاد کو دینی ماحول کے ساتھ ساتھ جائز کھیل کھیلنے دیں، جائز تفریح مہیا کریں، بچیوں کو کھانا بنانا، امور خانہ داری، سلائی کڑھائی سکھائیں، تجوید، بہشتی زیور، دینی کتابوں کا مطالعہ، نیکی کے واقعات اور دوسری اچھی اصلاحی کتابیں شیخ اور بزرگانِ دین سے پوچھ کر دیں، اولاد کا اکرام بھی کریں، ان کی تربیت محبت سے کریں، پیار، نرمی کے ذریعہ دین کی طرف لائیں۔ دین میں ریشم کی طرح بنیں کہ نرم کتنی ہوتی ہے لیکن مضبوط اتنی کہ کوئی توڑ نہیں سکتا، ہمیں اولاد کی بے راہ روی پر آنکھیں بند نہیں کرنا چاہیے کہ ابھی چھوٹے ہیں، خود صحیح ہو جائیں گے۔ اس طرح فراموش کرنے سے وہ سدھریں گے نہیں، اگر اولاد ہماری نافرمانی کرے تو اسے سزا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر گونگوں کی طرح خاموش بیٹھے رہتے ہیں، جیسے بلی کے حملہ کرنے پر کبوتر آنکھیں بند کر لیتا ہے تو کیا بلی اس کو چھوڑ دیتی ہے؟ اسی طرح نفس و شیطان ہماری اولاد کو چھوڑیں گے؟ ہرگز نہیں، بلکہ ہمارے کچھ نہ کہنے پر تو ان کو بہکانا اَور آسان ہو جائے گا۔ (جاری ہے)

بقیہ:..... حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا دورہ

اس کے بعد شاہین ختم نبوت عالمی مجلس منڈی بہاؤالدین سٹی کے رہنماء استاذ الحفاظ قاری محمد مزمل صاحب کے والد محترم کے انتقال پر تعزیت کے لئے تشریف لے گئے اور مختصر تعزیتی گفتگو کے بعد ایصال ثواب اور دعا کی۔ بعد ازاں خادم العلماء محترم شیخ خلیل احمد صاحب کی پر اصرار دعوت پر مختصر وقت کے لیے ان کی شاپ پر تشریف لے گئے اور دعا کروائی۔

منڈی شہر میں مصروف وقت گزارنے کے بعد حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع منڈی بہاؤالدین قاری عبدالواحد مدظلہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ منڈی بہاؤالدین میں کسی بھی بزرگ شخصیت کی تشریف آوری ہو اور وہ جامعہ انوار مدینہ میانہ گوندل نہ جائے یہ ممکن ہی نہیں۔ اس حوالے سے قاری عبدالواحد مدظلہ مقناطیسی کیفیت کے حامل ہیں کہ ان کے پاس اکابرین کی آمد ہوتی رہتی ہے۔ شاہین ختم نبوت کی آمد پر قاری صاحب اور عالمی مجلس کے مقامی رہنماؤں اور کارکنان کے علاوہ جامعہ کے اساتذہ وطلباء نے والہانہ استقبال کیا۔ حضرت دامت برکاتہم نے یہاں خوب وقت گزارا۔ صبح ساڑھے دس بجے مولانا محمد قاسم سیوطی صاحب کے ہمراہ تشریف لائے اور عصر کے قریب یہاں سے روانگی ہوئی۔ قیام وآرام کے دوران ظہرانے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ قیام کے دوران موجودہ ملکی صورتحال کے تناظر میں جماعتی گفتگو تفصیلی طور پر ہوئی اور ضلع میں عالمی مجلس کی دعوتی سرگرمیوں کے سلسلے میں مشاورت ہوئی۔ ایک اچھا خاصا وقت گزارنے کے بعد قاری عبدالواحد صاحب، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل ملکوال کے امیر قاری عمر فاروق و دیگر مقامی علماء کرام وکارکنان عالمی مجلس سے فرمایا کہ آج رات کو گلشن ترمذی جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا میں پروگرام ہے جس کے لیے،، حیات باقی ملاقات باقی،، کے مقولے کے ساتھ یہاں سے رخصت کی اجازت چاہتا ہوں جس پر قاری عبدالواحد مدظلہ و دیگر احباب نے ان کو رخصت کیا۔☆☆

خوشخبری
مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹیز کے طلباء کرام اور عوام الناس کے لئے
بمقام
دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ نمائش چورنگی ایم اے جناح روڈ کراچی
نامور علماء و مناظرین و ماہرین فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ
آیئے اور ایمان بڑھایئے
4 روزہ
ختم نبوۃ کورس
عظیم الشان
فرما گئے یہ ہادی
لا نبی بعدی
بتاریخ
21 تا 24 جون 2024
بروز جمعہ تا پیر
صبح 8 تا 12:30
زیر نگرانی
خطیب پاکستان
مجاہد ختم نبوت
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
زیر نگرانی
استاذ العلماء
یادگار اسلاف
حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کراچی
زیر سرپرستی
استاذ العلماء
یادگار اسلاف
حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا ✤ امتحان میں کامیاب ہونے والے طلباء کرام کو اسناد دی جائیں گی
پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات بھی دیئے جائیں گے ✤ امتحان میں وہی طلباء شرکت کر سکتے ہیں
جن کا باقاعدہ کورس میں داخلہ ہوا ہو۔
نوٹس لکھنے کے لئے کاغذ، قلم ہمراہ لائیں۔
آیئے مجاہدین ختم نبوت اور غلامان محمد ﷺ کی فہرست میں شمولیت اختیار کریں
نوٹ: کورس میں شرکت کے لئے دیئے گئے واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں۔ 0333-6552183
زیر اہتمام: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
برائے رابطہ: 0332-2454681
www.khatm-e-nubuwwat.com
پشاوری پرنٹرز کراچی 0315-3796371 0331-3796371
Email:peshawari371@gmail.com

عقیدۂ ختمِ نبوت کی سر بلندی، تحفظِ ناموسِ رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لیے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کا تعارف

❁ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت اکابر علمائے اُمت کی قیادت میں آنحضرت ﷺ کی عزت و ناموس اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دینے والی بین الاقوامی جماعت تردید قادیانیت کے محاذ پر تمام مذہبی و دینی جماعتوں کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے۔ ❁ جماعت کی کوششوں اور قربانیوں کی بدولت الحمدللہ! قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ ہوا، قادیانیت کا فتنہ روبہ زوال ہوا۔

❁ ملک بھر کے تقریباً تمام بڑے شہروں میں مجلس کے زیرِ اہتمام 30 مراکز و مساجد، 40 مبلغین جبکہ 12 سے زائد دینی مدارس و مکتب خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ❁ مجلس کے شعبہ تصنیف و تالیف سے ردِقادیانیت کے موضوع پر اکابرینِ اُمت کی بیسیوں ضخیم اور معرکۃ الآراء کتب طبع ہو چکی ہیں۔

❁ عربی، اُردو، انگریزی اور دیگر زبانوں میں مُفت لٹریچر کی تقسیم۔ ❁ ہفت روزہ ''ختمِ نبوت'' کراچی اور ماہنامہ ''لولاک'' ملتان کے ذریعہ قادیانیت کا محاسبہ۔ ❁ اعلیٰ عدالتوں میں قادیانیت کا تعاقب۔ ❁ مدرسہ عربیہ مسلم کالونی چناب نگر میں دارالمبلغین اور سالانہ ردِقادیانیت کورس۔ ❁ پورے ملک میں ختمِ نبوت کانفرنسز، سیمنارز، کوئز پروگرام، تربیتی کورسز کے ذریعہ قادیانی دجل کا محاسبہ۔ ❁ مُفت ختمِ نبوت خط و کتابت کورس۔ ❁ انٹرنیٹ، سی ڈیز اور سوشل میڈیا کے ذریعہ ابلاغ ختمِ نبوت اور تردید مرزائیت۔

اس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندانِ ختمِ نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c # 0010010964680019
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK068ABPA0010010964680019
AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT
Account # 0010010964710018
(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

ترسیل زر کا پتہ: دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون +92-61-4583486, +92-61-4783486
رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)، ایم اے جناح روڈ کراچی
فون +92-21-32780337 فیکس +92-21-32780340

اپیل کنندگان:

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ — امیر مرکزیہ

مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری دامت برکاتہم — نائب امیر مرکزیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب — مرکزی ناظم اعلیٰ